

ہفت روزہ

خُلا مِلِّ الدِّینِ

ترجمہ و تفسیر
شیخ الفیض محمد بن محمد
شیراز دارالافتاء لاہور

قرآن منبر
۱۵ اپریل ۱۹۵۷ء

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا خُذُوا زُجْرًا مِّنَ الدِّیْنِ ۖ لَّهِوَ

Alfajr

قرآن مجید سے خطاب

(انجناب ماسٹر لال دین صاحب انگریزی لے بی، ٹی خانقاہ ڈوگرہاں)

اے کلام خالق کون و مکاں - خوش آمدید
 اے کہ تو ہے رحمت ہر دو جہاں - خوش آمدید
 اے نظام زندگی انس و جاں - خوش آمدید
 اور تو ہے آخری حق کا نشان - خوش آمدید

قلب محبوب خدا محیط تیرا منزل تری
 ابتدا ارفع تری اور انتہا افضل تری
 آسمان سے لے کے آیا تم کو جب ریل ایں
 اور حرامیں اُس نے دیکھا اُنھی گوشہ نشین
 وہ امام الانبیا ہر فلک، فخر زمیں
 نص قرآنی سے جو ثابت ہیں ختم المرسلین
 مصطفیٰ کے بھیس میں ختم نبوت آگئی
 رحمۃ للعالمین کے ساتھ رحمت آگئی

اے پیام رب اکبر مخزن حکمت ہے تو
 بنا قیامت ساری دنیا کے لئے دعوت ہے تو
 جس کی بعثت نے زمانے میں اُجالا کر دیا
 دین ابراہیم کا پھر رول بالا کر دیا

پھر براہیسی علم کعبہ پہ لہانے لگا
 ابر و عدت چھا گیا اور فور برسانے لگا
 راندہ درگاہ حق حسرت سے چلانے لگا
 ایک کبل پوش جب بندوں کو فرمانے لگا

رب کعبہ کے سوا لوگو - خدا کوئی نہیں
 جز اللہ العالمین حاجت روا کوئی نہیں
 تیری آمد سے زمانے میں سعادت آگئی
 تیرے آنے سے رذیلوں میں شرافت آگئی

جو کبھی جابر تھے اب فاروقی عظم بن گئے
 اور گڈریے چند برسوں میں معظ بن گئے
 ہر فطرت تیرے حرفوں سے ہوا ہے آشکار
 جہذا تو مالک کون و مکاں کا راز دار

اَنْتُمُ الْمُحْسِنُونَ - مسلم کے لئے تیری بجا
 اور تری تعلیم ہے خوشنودی پروردگار
 تو صداقت ہے - حقیقت ہے سہرا نور ہے
 بن کے ایماں - سینہ مسلم میں تو مستور ہے

حرفِ مبینہ

۴۴ شمارہ ۱۹۵۶ء

قرآن نمبر

پایس صفات کا قرآنی ذخیرہ تاریخی کام کے ہاتھوں میں ہے اس کی تیار میں ہیں حضرت نے ہمارا ہاتھ بٹایا۔ ان میں سے مشہور حضرت نے ہم کو سہارا دیا۔ یہ معانی عنایت فرمائے۔

مشرقی حضرات نے ہمیں اشتیاق سے فرمایا۔ کاتب صاحبان دیکھ کر علم اور دقتی پر ایک نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق ہماری مدد فرمائی۔ ایجنٹ صاحبان اور بعض شخص احباب نے اس کی اشاعت بڑھانے میں کوشش فرمائی۔ ہم ان کے مٹن قضاے ان کی خدمات کو قبول رب العزت میں دست بردا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کو دنیا اور آخرت میں اہی نعمتوں سے فوازے۔ ح

ہیں دعا از من و از جملہ جاں آہیں باد
بعض حضرات کے معانی شائع نہیں ہو سکے۔ ان سے ہم حضرت پانچ ہیں۔ انتشار اندر آئندہ اشاعت میں شائع کئے جائیں گے۔
قرآن ذخیرہ کے شائق ہیں کچھ عرض کرنے کی ضرورت ہیں اس کے بلند پایہ معانی اور اس کی افادیت کے منتق تاریخی کام خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ تہذیب لغت کے طور پر یہ ضرور عرض کرنے کی ہم جرات کریں گے کہ یہ سوسانی اور کم علی کے باوجود تاجید کی اشاعت میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو احسان فرمایا ہے۔ یہ اس کا خاص فضل اور احسان ہے۔ اس کے اس احسان کا شکریہ ادا کرنے کی زبان میں طاقت نہیں اور قلم کو یارا نہیں۔ ح

نچشم استیں بردارہ گوہر امانت

رمضان المبارک

رمضان المبارک کا مہینہ بے شمار برکتوں کا حامل ہے۔ اس ماہ کی ایک رات ہزار ہینے سے بہتر ہے۔ اس ماہ کے ۲۹ یا ۳۰ دن ہیں۔ جن میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے قرآن مجید کا نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں پر بہت بڑا

احسان ہے۔ اس لئے تراویح میں اس کا سننا احسان کا حق ہے ادا کرنا ہے۔ ہر مسلمان اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل نہیں کرتے۔ نہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور نہ رات کو تراویح میں قرآن مجید سنتے ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ خدا سرچشمہ زندگی کا کیا اعتبار ہے۔ خدا چاہے یہ یا برکت ہیندہ آئندہ سال نصیب بھی ہوگا ہے یا نہیں۔ اس لئے اس کو ضائع نہ ہونے دیجیے۔ اس سال تو گری ہی زیادہ نہیں۔ تہی ہو سکے۔ اس دن میں نیکیاں جمع کرنے کی کوشش کریں۔

عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ رمضان المبارک کا احترام نہیں کیا جاتا۔ دن کو کھانے پینے کی گواہیں کھلی رہتی ہیں۔ اور مسلمان کھانے والے کھٹے بندوں کھاتے پھرتے ہیں۔ پاکستان کو جہد پر اسلام بنے برسے ایک سال ہو چکا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ حکومت رمضان المبارک کے احترام کے لئے کچھ عملی اقدام کرتی۔ مگر حکومت نے نہ گزشتہ سال کچھ کیا اور نہ اس سال اس سے کچھ امید کی جاسکتی ہے۔ اس لئے یہ عوام کا فرض ہے کہ وہ خود اس ماہ کا احترام کریں۔ اور دوسروں کی منت نخواستہ کر کے اس کا احترام کریں۔ میں امید ہے کہ ہادی یہ درخواست رائجیاں نہ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین یا اہم العالین۔

مجلسِ ذکر

رمضان المبارک میں نماز تراویح کی وجہ سے مجلس ذکر مستند نہیں ہوتی۔ اس لئے اس اشاعت کے بعد ایک ماہ اس مٹن کے باعث ہم کچھ پیش خدمت نہ کر سکیں گے۔ اگر یکم مئی کو عید الفطر ہو گئی تو آئندہ یہ مٹن انتشار اللہ ارسی سہار کے شمارہ میں حاضر خدمت ہوگا۔ ورنہ عاری سہار کے شمارہ میں پیش کیا جائے گا۔ دعا توفیق الہی باقہ

سرخ نشان

اگر آپ کے ہم کی چٹ بدر سرخ نشان ہے تو اس کے چرمی ہیں کہ آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ اس حدیث میں آپ کے لئے تین باتوں میں سے ایک پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ۱۔ مزید چندہ بھرا دیں ۲۔ دی دلی کے لئے یہیں تحریر فرما دیں ۳۔ بری چندہ کرنے کے لئے یہیں تحریر فرما دیں۔ یا ایک سفارہ دہی کر دیں۔

اگر آپ غامض رہتے ہیں اور دی دلی کہنے پر اے داپن کو دیتے ہیں تو یہ ادارہ کو مالی نقصان پہنچا اور اپنے آپ کو اخلاقی جرم بنانا ہے۔

مضبوط، خوبصورت اور سبک فاد

جدید ترین آڈیو میٹک مشینری پر تجربہ کار فن کارین کی زیر نگرانی انش اور مٹن

عقرب سہار سبائیکل مکمل ریلے طرز کا ماریٹ میں رہا ہے

ملک کی صنعت کا بھرتی نمونہ

مٹن سبائیکل و مڑہات

پاکستان سبائیکل انڈسٹریل کو اپڈیٹ سوسائٹی لمیٹڈ ٹائیل گنڈ لکھنؤ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۴ شعبان ۱۳۷۶ھ ۲۹ مارچ ۱۹۵۷ء

خصائص القرآن

انجناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مہاشین اولاد دروازہ لاهور

برادران اسلام۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں کوئی نہ کوئی خصوصیت رکھی ہے۔ اور خصوصیت وہ چیز ہوتی ہے جو سوائے اس کے اور کہیں نہ پائی جائے۔ مثلاً دیکھنا آنکھ کی خصوصیت ہے۔ بولنا زبان کی خصوصیت ہے۔ سنا کان کی خصوصیت ہے۔ پکڑنا ہاتھ کی خصوصیت ہے چلنا پاؤں کی خصوصیت ہے۔ علاوہ اس کے یہ چیز بھی مسلم ہے کہ بعض چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایک خصوصیت رکھی ہے۔ اور بعض میں ایک سے زائد خصوصیتیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً پانی کو دیکھنے، پینے کے کام بھی آتا ہے۔ بنا کے کام بھی آتا ہے۔ کپڑے دھونے کے کام بھی آتا ہے۔ موشیوں کے پلانے کے کام بھی آتا ہے۔ پھل دار درختوں کی نشوونما اور ان سے پھل پیدا کرنے کا باعث بھی بنتا ہے۔ کھیتیاں پانی ہی کے سبب سے نشوونما پاتی ہیں۔ اور بار آور ہوتی ہیں۔ باغات اسی کی بدولت ہزار ہا میوے پھل پیدا کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اس مثال سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی میں بہت سی خصوصیات رکھی ہیں۔ علیٰ القیاس اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بے شمار خاصیتیں رکھی ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ انسان کے لئے ان کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ البتہ چند خاصیات بطور نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی خصوصیت

آج سچ زمین پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی کتاب موجود نہیں ہے۔

دلیل ۱

(وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مَكِّيًّا وَكَانَ يُخَوِّتُ أَصْحَابَ الْمَدِیْنَةِ یَا مَعْشَرَ الْفَٰرِثِیْنَ اذْكُرُوا اللّٰهَ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ الْقُرْآنَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ) سورۃ الانعام مکرر ۱۰۷

ترجمہ:- اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے۔ ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں۔ اور تاکہ تم مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرامے۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اور بابرکت ہے اور اس کی تعلیم پہلی تمام کتب سماویہ کے موافق ہے۔

دلیل ۲

(وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مَكِّيًّا وَكَانَ يُخَوِّتُ أَصْحَابَ الْمَدِیْنَةِ یَا مَعْشَرَ الْفَٰرِثِیْنَ اذْكُرُوا اللّٰهَ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ الْقُرْآنَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ) سورۃ الانعام مکرر ۱۰۷ بار بار ۱۰۷
برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے۔ سو اس کا اتباع کرو۔ اور ڈرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس کی تائیدیاری کا اس طرح حکم فرما رہا ہے۔ جس طرح بادشاہ اپنی رعایا کو حکم دیتا ہے کہ میرے ملک میں میرے نافذ کردہ قانون کی تابعداری کرو۔ تائیدیاری کرو گے۔ تو تم پر اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔ اور تم پر (دنیا اور آخرت میں) رحم کرے گا۔

دلیل ۳

(رَحْمٰتِیْ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ یٰ اَبْنٰی اَدَمَ اذْکُرُوا اللّٰهَ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ الْقُرْآنَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ) سورۃ البقرہ مکرر ۱۰۷
ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا

ہے۔ تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف غالب تفریق کئے ہوئے کے راستہ کی طرف نکالے

حاصل

یہ نکلا کہ یہ قرآن مجید (اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لائے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ انسان کو رضا الہی کے تابع ہو کر جینے میں تین حجاب (انہیں پردے کہا جائے۔ یا غلط فہمیوں کے نام سے تعبیر کیا جائے۔ دونوں تعبیریں صحیح ہیں۔ ہیں۔ حجاب طبعی حجاب رسم۔ حجاب سوا معرفت۔ انسان حجب ان حجابات سے نکلتا ہے۔ تب شریعت کے تابع ہو کر چلتا ہو حجاب طبع یہ ہے کہ انسان کی اپنی طبیعت شریعت پر چلنے میں آڑے آتی ہے۔ حجاب رسم یہ ہے کہ رائج شدہ رسمیں ہیں۔ انسان ان کی مخالفت نہیں کر سکتا مثلاً انسان چاہتا ہے کہ شادی کے موقع پر باجے بجانا شریعت میں حرام ہیں مگر برادری میں رسم ہونے کے باعث چیلنے کے بہار ہو جائے) حجاب سوا معرفت یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکام کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ مثلاً جو اس کا استاد ہے۔ اس نے اسے اللہ تعالیٰ کی شریعت کے صحیح احکام ہی نہیں بتلائے بلکہ اس کو غلط تعلیم دی ہے۔ اگر غلط کی یہ معنی لی جائے۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن مجید کی تعلیم کی برکت سے انسان ان تینوں حجابات سے نکل جاتا ہے۔ اور پھر شامشاہ حقیقی عراسہ وجل محدثہ کے احکام پر خوشی سے عمل کرنے کے لئے تیار اور کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حَقِیْقَہ

دلیل ۴

(اَلَمْ نَنْزِلْ فِی الْقُرْآنِ الْحَمِیْمِ) سورۃ الحجرہ مکرر ۱۰۷ بار بار ۱۰۷
ترجمہ:- اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمن رحیم کا تقاضا ہے کہ مومن اور کافر مشرک اور موحد پر یکساں احسان فرمائے۔ مثلاً کھانے

پینے۔ پینے۔ اولاد وغیرہ دینے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی صفت، رحیم (جس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پوری کوشش کر کے دلوں میں سے حسب سعی اور حسب جہد ہر مرتبہ عطا فرمائے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ سَعَةً) یہ ہذا کہ انسان کی دستگیری کے لئے قرآن مجید نازل کیا جائے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس قرآن کو نازل فرمایا ہے۔

خصوصیت ۷

سوائے قرآن مجید کے خدا نے قدس کا عندیہ بتلانے والی کوئی کتاب سطح زمین پر موجود نہیں۔

ثبوت ۷

(قَدْ كُنَّا اِلَکَ یٰحَیُّیُّیْنَ اِلٰهَکَ مُشْرِکًا لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ) سورۃ البقرہ رکوع ۱۷ پارہ ۲ ترجمہ:- ایسے ہی اللہ تمہارے لئے آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم خد کو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارے لئے اپنے احکام کھول کر بیان فرماتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے اپنا عندیہ (جو اس کے ہاں انسانوں کے لئے مفید ہے) قرآن مجید میں بیان فرما رہا ہے

ثبوت ۷

(قَدْ کُنَّا اِلَکَ یٰحَیُّیُّیْنَ اِلٰهَکَ مُشْرِکًا لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ) سورۃ البقرہ رکوع ۱۷ پارہ ۲ ترجمہ:- اسی طرح اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے۔ تاکہ وہ ہدایت گار ہو جائیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے لئے اپنے احکام (جو ان کے لئے مناسب ہیں) قرآن مجید میں بیان فرما رہا ہے۔ تاکہ وہ ہدایت گار ہو جائیں۔ (یعنی ہر اس کام سے ہدایت کریں جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ سَعَةً)۔

ثبوت ۷

(قَدْ کُنَّا اِلَکَ یٰحَیُّیُّیْنَ اِلٰهَکَ مُشْرِکًا لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ) سورۃ البقرہ رکوع ۱۷ پارہ ۲ ترجمہ:- اسی طرح اللہ تم پر اپنی

نشانیوں میں بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم باہت پاؤ۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام خود ہی تمہارے لئے بیان فرما رہا ہے تاکہ تم تمام غلط راستوں سے ہٹ کر ایک سیدھے راستہ پر آ جاؤ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ سَعَةً

خصوصیت ۷

سوائے قرآن مجید کے اور دنیا کی کسی کتاب کے متعلق یہ اعلان خداوندی نہیں ہے۔ تمت کلمہ صدقاً وعداً۔ (وَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مِّثْقَالًا ذَرَّةً فَکَانَ خِیْرًا لِّاٰمٍ)

سورۃ الانعام رکوع ۱۷ پارہ ۲ ترجمہ:- اور جسے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جس معاملہ اور جس شعبہ حیات کے متعلق جو کچھ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ اس میں انتہا درجہ کی سچائی اور انتہا درجہ کا انصاف ہے۔ اسی اعلان کی تفسیق کے لئے خصوصیت ۷ سے متنبہ کی جا رہی ہیں۔

خصوصیت ۷

قرآن مجید کی اخلاقی تعلیم تمام قوموں کی اخلاقی تعلیم سے بلند تر ہے۔ (وَمَا عَلٰی اَنْ تَرْفَعَ مَآلِکَ) حُشَم لَقَدْ رَفَعْنٰہُ اِذْ فَعَلَ بِالْقَوْمِ اَخْسَیَ السَّیِّئِیْنَ وَ اَخْلَصَ لِمَا یُصِفُوْنَ) سورۃ المؤمن رکوع ۷ پارہ ۲

ترجمہ:- اور ہم کو قدرت ہے کہ تجھ کو دکھلا دیں۔ جو ان سے وعدہ کیا ہے۔ بڑی بات کے جواب میں وہ کہو۔ جو بہتر ہے ہم خوب جانتے ہیں جو یہ بیان کرتے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب عثمانی شیخ الاسلام پاکستان رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ یعنی ہم کو قدرت ہے کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے دنیا ہی میں ان کو سزا دیں۔ لیکن آپ کے مقام بلند اور اعلیٰ اخلاق کا مقتضی یہ ہے کہ ان کی برائی کو بھلائی

سے دفن کریں۔ جہاں تک اس طرح دفع ہو سکتی ہو۔ اور ان کی تہذیب کو اس سے مشغول نہ ہوں۔ اس کو ہم خوب جانتے ہیں۔ وقت پر کافی سزا دی جائے گی۔ آپ کے انصاف اور رحم پرانا کا اثر یہ ہوگا کہ بہت سے لوگ گرویدہ ہو کر آپ کی طرف، جنہیں گے اور دعوت و اصلاح کا مقصود حاصل ہوگا۔

اخلاق کے بلند کرنے کے لئے کتنی اعلیٰ تعلیم ہے

کہ کافر اسلام کے خلاف یا رحمتہ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جو نقصان دہ اور اشتعال انگیز کوششیں کر رہے ہیں ان کے مقابلہ میں سختی نہ کی جائے۔ بلکہ حسن سلوک اور حسن تدبیر سے کام لیا جائے۔ اگر اقوام عالم دائرۃ الاسلام میں آ جائیں۔ اور قرآن مجید کی اس اخلاقی تعلیم کو اپنا لیں۔ تو تمام اقوام عالم کی لڑائیاں ختم ہو سکتی ہیں اور دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ بلکہ بہشت کا ثبوت بن سکتی ہے۔ بہشت آج کا آنا ہے نہ نائنو گئے رہا ہے گئے نہ بھاگے۔ یعنی بہشت وہ جگہ ہے جہاں انسان کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ وہاں کسی کی کسی سے پرغش نہیں ہوگی۔

اب کیا ہو رہا ہے

اب دنیا میں یہ ہو رہا ہے کہ ہر طاقتور قوم چاہتی ہے کہ میں کمزور قوم کو مار دھاڑ کر کے غلام بنا لوں۔ اور اس ملک کی ساری دولت ہر میراثیت پر جملے۔ اسی ہوس ملک گیری کا تقاضا آپ نے چند روز ہوئے کہ مشاہدہ کیا ہے۔ فرانس برطانیہ اور اسرائیل نے مل کر مصر پر حملہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مصری حکام اور عوام کو اللہ تعالیٰ نے وہ تدبیر سمجھائی کہ ان تینوں غلام طاقتوں کے چکے چھڑا دیئے۔ پھر سویر میں کئی جہازوں کو غرق کر کے جہازوں کی آمد و رفت کا راستہ بند کر دیا۔ اور جنرل عبدالناصر نے پہلک کو عام ہتھیار تقسیم کر دیئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پورٹ سعید کے مسلمانوں نے برطانیہ کی سٹیج چھات فوج اتری تھی سب کو واصل جہنم کر دیا۔ مصری مسلمانوں نے موت کے منہ میں اپنے آپ کو دے

کر اپنی حکمت کو بچا لیا۔ یہ کثرت اسی برطانیہ اور فرائض کی ہے۔ جو آج کل تہذیب جدید کے علمبردار سمجھے جاتے ہیں۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ دنیا میں امن فقط اسلام قائم کر سکتا ہے۔ میرے اس خیال کی تصدیق انہیں دستور میں ملائے فرما لیجئے۔ جو اوپر لکھ چکا ہوں۔ کہ اسلام کی تعلیم کی ہے۔ اور ان علمبرداران تہذیب کی اخلاقی حالت کیسی ہے۔

بھارت میں تہذیب جدید کا سب سے بڑا علمبردار

پنڈت نہرو بھی کشمیری مسلمانوں پر اسی ہوس ملک گیری کے باعث بے پناہ مظالم کر رہا ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ پنڈت ہے۔ یعنی ہندو قوم کا مذہبی راہ نما ہے۔ اسے چاہئے تھا کہ غریبوں پر رحم کا سبق پڑھا۔ مگر چونکہ وہ بیرشر ہے اس لئے ہوس ملک گیری اور خریوں اور کیوں کو مار دھاڑ کر کے اپنا غلام بنانے کا سبق لندن سے پڑھ کر آیا ہے۔

خصوصیت ۵

قرآن مجید کی معاشرتی تعلیم تمام اقوام عالم کی معاشرتی تعلیم سے بلند تر ہے۔
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَحَسْبُكُمْ عَلِيمًا
 إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ سورۃ الحجرات مد پارہ ۱۰

تفسیر: ۱۰۔ لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے خاندان اور قریں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔ بیشک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ سب کچھ جانتے والا خبر دار ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "اکثر فہیت، وطن و تفسیر اور عیب جہن کا مفہاد کبیر ہوتا ہے کہ آدمی اپنے کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔ اس کو تلافی میں کہ اصل میں انسان کا بڑا ہونا یا معزز حقیر ہونا ذات پارت اور خاندان و نسب سے

علق نہیں رکھتا۔ بلکہ جو شخص حسن قدر کی محصلت مژدب اور پرہیزگار ہو۔ اسی قدر اللہ کے پاں معزز و مکرم ہے۔ نسب کی حقیقت تو یہ ہے کہ سارے آدمی ایک مرد اور ایک عورت یعنی آدم و حوا کی اولاد ہیں۔ شیخ، سید، منغل، پٹان اور صلیبی، فاروقی، عثمانی، انصاری سب کا سلسلہ آدم و حوا پر منہی ہوتا ہے۔ یہ ذوق اور خاندان اللہ تعالیٰ نے محض قارت اور شہاست کے لئے مقرر کئے ہیں۔ بلاشبہ جس کو حق تعالیٰ کسی شریف اور بزرگ و معزز گھرانے میں پیدا کر دے۔ وہ ایک مہربان شرف ہے۔ جیسے کسی کو حق مروت بنا دیا جائے۔ لیکن یہ پختہ ناز اور فخر کرنے کے لائق نہیں کہ اسی کو معیار کمال و فضیلت کا اختیار لیا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے۔ ہاں شکر کا پابانے کہ اس نے بلا اعتبار و نسب ہم کو یہ نعمت مرحمت فرمائی۔ شکر میں یہ بھی داخل ہے کہ غرور و تفاخر سے باز رہے۔ اور اس نعمت کو کینہ اخلاق اور بری خصلتوں سے خراب نہ ہونے دے۔ بہر حال عہد شرف اور فضیلت و عزت کا اصلی معیار نسب نہیں۔ تقویٰ اور عبادت ہے۔ اسے کاوشی آدمی دوسروں کو کب حقیر سمجھے گا؟

کیا دنیا کی کوئی قوم معاشرت کا یقین پیش کر سکتی ہے

تہذیب کی سب سے بڑی علمبردار قوم انگریز کی یہ معاشرت تھی۔ کہ جن ہندوستانیوں کو مشنری عیسائی بناتے تھے وہ اس گرجا میں عبادت کے لئے نہیں جاسکتے تھے۔ جو ان انگریزوں کا تھا۔ جو لندن میں پیدا ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ انگریز کے لندن میں یہ چیز بھی تھی۔ کہ انگریز کے گھر میں جو کچھ لندن سے باہر کسی جگہ پیدا ہو۔ اس کے وہ حقوق نہیں تھے۔ جو لندن میں پیدا ہوا ہو۔ اس تفریق کا یہ نتیجہ تھا کہ ہندوستان میں جو انگریز ملازم ہوتے تھے۔ وہ اپنی بیویوں کو وضع محل کے لئے لندن ہجرا دیتے تھے۔ تاکہ بچہ وہاں پیدا ہو۔ اور وہاں کے حقوق اسے حاصل ہوں۔

مثال

سید المرسلین غلام النبیین علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے مرض وفات میں ایک لشکر بیچنا تجویز فرمایا۔ جس میں بڑے بڑے صحابہ کرام تھے۔ اور اس لشکر کا امیر اسات بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تجویز فرمایا۔ یہ اسی زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کیا تھا۔ وہ دراصل غلام نہیں تھے۔ انہیں بچپن میں کوئی پردہ فروش انکار کے لے آیا تھا۔ اور اسے مکہ مندر میں آکر بیچ دیا تھا۔ بہر حال لوگوں میں مشہور یہی ہو گیا تھا کہ زید آزاد شدہ غلام ہے۔ اس کے صاحبزادے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کا امیر مقرر کرتے ہیں۔ اور قریشی اور انصاری صحابہ کرام کو اس کی زیر کمان کیا جاتا ہے۔ اور سب علیہب خاطر سے اس کی سیادت کو منظور فرماتے ہیں۔

اسی سیادت خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہر تصدیق

یہ لشکر اچھی روزانہ نہیں بنوا تھا۔ کہ حضور اوسللی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد بہت سے صحابہ کرام کی یہ رائے تھی کہ اسے بڑے لشکر کو امیر نہ سمجھا جائے۔ ممکن ہے اس انقلاب کے وقت کسی طرف سے کوئی دشمن مدینہ منورہ پر حملہ آور ہو جائے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس حدیث سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کیا تھا۔ میں اسے سرنگوں نہیں کر سکتا چنانچہ وہ لشکر اس ہم پر بیٹھ دیا گیا جو کہ لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا تھا۔ اس واقعہ سے اندازہ لگا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اخلاق کس قدر بلند ہو گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے سامنے کس قدر مطیع خاطر سے سر تسلیم خم کرتے تھے۔ اَللّٰہُمَّ اجْعَلْہُمْ مِنْ اَتَابِعِہٖم۔

خصوصیت ۶

اقتصادی زندگی میں قرآن مجید کی رہنمائی

ہدایات
 پہلی
 وَلَا تَاْكُلْ اَمْوَالَكُم بَيْنَكُم مِّنْ اِلٰہٍ
 وَلَا تَاْكُلْ اَمْوَالَكُم بَيْنَكُم مِّنْ اِلٰہٍ

مجلد ۱۸

منفرد ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد مزدوم و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین احفظہ
اما بعد میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ حق ذکر واصل ان احباب کے لئے منفرد کیا جاتا
ہے۔ جنہوں نے مجھ سے بیعت کر رکھی ہے۔ ان کی اصلاح حال کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی
ہے۔ اس لئے ان کی رہنمائی کے لئے کچھ دیر عرصہ کر دیا کرتا ہوں۔ آج میں منقولہ ذیل تقریر
عرض کرنا چاہتا ہوں

۱۔ شرائط شیخ - ۲۔ طریقہ اخذ فیض

۱۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ شیخ سنت
ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ كُلُّ رَافِقٍ
مِّنْکُمْ یُؤْتِی اللّٰہَ مَا تَوَجَّعَ فِیْهِ فِیْ حُبِّ کَرَمِ اللّٰہِ
سورہ النور ۲۴۔ ۲۵۔ بارہ سال
ان کے لئے ضروری ہے۔ اگر تم اللہ کی محبت
رکھتے ہو تو میری تاملداری کرو۔ تاکہ تم سے
اللہ محبت کرے۔

۲۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس میں
انقطاع عن الخلق اور احتیاج الی اللہ کا
رنگ نظر کے لئے تمام دنیاوی امور کا متفقہ مسک
ہے۔ سورہ النور ۲۴۔ ۲۵۔ بارہ سال
مبارک سے اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کر دیا ہے
وَمَا اَسْأَلُکَ عَلَیْہِ حِیْ اَنْیَءَ اِنْ اَسْأَلُ
اِلَّا عِلْمَ دِیْنِ الْعَلَمِیْنَ۔ ترجمہ اور میں تم
سے اس (دشنامت دین) پر کوئی خود دہی
نہیں مانگا۔ میری مزدوری تو میں رب العالمین
کے ذمہ ہے۔ فارسی میں کسی نے کہا ہے کہ
آپنے شیران را کند و دواہ مزاج ،
احتیاج است احتیاج است احتیاج
جس شخص میں یہ شرائط نہ پائی جائیں
وہ صحیح معنوں میں دوسروں کی تربیت نہیں
کر سکتا۔ شیخ جو کچھ حضرت علی اللہ علیہ وسلم
کا نائب سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اس میں
انقطاع عن الخلق اور احتیاج الی اللہ کا عزم
ہونا ضروری ہے۔ اس قسم کے حضرت کے لئے
اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے۔
وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لِّکَ فُجْوَ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اعلان
ہے وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ حُفْظًا وَدُحْیًا۔
سورہ الزاریت۔ رکوع ۳۔ پارہ ۲۷۔ ترجمہ
اور ہم نے ہی ہر چیز کا ہر لحاظ پر پیدا کیا۔
اس اعلان خداوندی کی وجہ سے
اس جان میں ہر کچھ چیز کے ساتھ کھڑی
موجود ہے۔ اصل کے مقابلے میں نقل۔ نور
کے مقابلے میں ظلمت۔ حق کے مقابلے میں
باطل موجود ہے۔ تقصوت کے عین میں
بھی بعض کھڑے اور بعض کھڑے ہوتے
ہیں۔ آج میں اصلی سنی کی پہچان کے
مستحق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔
۱۔ شریعت شیخ کے لئے یہی شرط ہے
کہ وہ توحید کا شیعہ الٰہی اور شرک سے بیزار
ہو۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے یہی پیغام
دیا اٰمِنَّا بِاللّٰہِ وَلَا نُشْرِکُ بِہِ شَیْئًا
(اللہ کی بندگی کرو۔ اور کسی کو اس کا شریک
نہ کرو) قرآن مجید کی تعلیم کے بغیر نہ شرک
کا پتہ چلتا ہے اور نہ توحید خاص کا اثر
ہیچے میں آسکتا ہے۔ حضرت دین بدویؒ
خود مکمل عالم نہ تھے۔ لیکن سچ کو قرآن مجید
اور شام کو بخاری شریف کا درس دینے کے
لئے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب کو رکھا
ہوا تھا۔ تاکہ جماعت کو توحید اور شرک
سنت اور بدعت میں تمیز ہو جائے۔ جس
کے سینے میں قرآن مجید نہیں وہ شیخ معنوں
میں شیخ بننے کا اہل نہیں۔

گئی ہیں۔ یہ بطور قرآن کے پیش کی گئی ہیں۔
اور سیاسی ہدایات کا بھی فقط ایک مختصر
خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ ورنہ سیاسیات کا
بھی قرآن مجید میں ایک وسیع باب ہے
سین میں فوجوں کے متعلق ہدایات۔ اصول
جنگ۔ جرنیلوں کے متعلق ہدایات موجود
ہیں۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو شامشاہی
حقیقت کے اس فرمان پر صحیح طور پر عمل
کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ

طیشینی ہر قسم
سکولوں۔ کالجوں اور دفینوں
کیلئے

وحدت طیشینی مارٹ سے
حاصل تحریر
پیش
وحدت طیشینی مارٹ ۱۷ بی شاہ عالم کالج

سونام چاندی۔ عمر سکسٹیوی کا بہترین
مجموعہ مفتوی و محبوبی
ہر کچھ تمام جسم کی اندونی و بیرونی کمزوری کو
دور کر کے احباب کو بے حد طاقت دیتی ہیں ایک
بار مزور نامیں قیمت ۲۰ روپے ۲۵ روپے ۳۰ روپے ۴۰ روپے
تیس کے لئے

شفاف خانہ اسرار پریشانیوں اور گھٹ لاہور

اعلان
نظروں کو کام آجی زکوة صدقہ فطرو
دیگر خیرات کے موقوف ہر قسم
تعلیم الفقہان مریدین و اولیاء
کو فراہم نہ فرمائیں جس میں مقامی لوگوں کے ساتھ
غرب الوطن عزم اور ادارت طباطبائی تعلیم اور
کا مستقبل اضمحلام ہے۔
فوت۔ دروازہ ڈھانچے وقت سے ضرور کا وہ فوٹو
نہا کر آپ کی تہنیت صرف میں مرتب کی جائے۔
تعلیم زر کا قاضی محمد دین صاحب اعلیٰ مدرسہ
پیشہ تعلیم القرآن مریدین راویوں کی

کے یوں دیکھنے سے حدیث لا یتجسس۔
(حدیث الطلاق رکوع ۱۱) نتجسس
اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے
جہات کی حدت نکال دیتا ہے اور اسے رزق
دیتا ہے۔ جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہو۔
میں کہا کرتا ہوں کہ اس قسم کے حضرت کو
چتہ بھی نہیں چڑتا کہ ان کا رزق کب آئے گا
دن کو آئے گا یا رات کو کسی عورت کے ذریعہ
آئے گا یا مرد کے ذریعہ۔ کوئی ہاتھ میں سے
جائے گا یا لغات میں بند کر کے۔ اللہ تعالیٰ
باقی سب کو جیٹ جیٹ بکھیرتا رزق دیتے
ہیں۔ حاتم پیشہ حضرت کو پتہ ہے کہ جہنم
جو عازمت کرنے کے بعد ہم کو اللہ تعالیٰ
اس ذریعہ سے رزق دے گا۔ وہ کفار کو پتہ
ہے کہ دکان میں جو پانچ یا دس ہزار روپیہ
کا مال لٹاں لگا ہے اس سے مجھے اللہ تعالیٰ
رزق دے گا۔ زیندا کہ رزق دہتی ہے کہ
اس کو اللہ تعالیٰ نہیں دے رزق دے گا۔
یہ ہے منیٰ حیث۔ بکھیرتے۔ سبک دہوت
بدرکام کرنے والوں کو منیٰ حیث لا یتجسس
رزق دیتے ہیں۔ جیسے منوں میں وہی رہنمائی
کر سکتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے
ساتھ عازمت کر لیں۔
میں جتنا ادبیاد کرام کا ادب کرتا ہوں
بہت کم لوگ ان کا اتنا ادب کرتے ہیں۔
میں قسم کھا کر کہا کرتا ہوں کہ اللہ والوں کے
برقوں کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں جو
بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ یہ
موتی قبر میں بھی ساتھ چائیں گے۔ اور میدان
عصر میں بھی۔ موتی اس لئے کٹا ہوں۔ کہ
دنیا والوں کی نظر میں ان سے زیادہ کوئی
چیز بیڑ نہیں۔ ذرہ اللہ والوں کے برتنوں
کی خاک سے جو کچھ مٹا ہے اس کے منہ
میں موتیوں کی کوئی وقعت نہیں۔ اس عقیقت
کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ گدی نشین عموماً
شرک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ
ہے کہ ان میں سے اکثر کتاب و سنت سے
نا آشنا ہوتے ہیں۔ تواری ہو رہی ہے۔ نماز کے
لئے بہت کم کھڑک کر جاتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ
کے بندے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
آقائی ہیں۔ ہم اس کا اتباع کریں گے۔ جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدعا سے گزار
کر ہم کو دہرا الہی تہا پہنچا دے۔ ہیں کہا
کہا ہوں کہ صوفی آسمان پر بھی اڑتا ہوا آئے
اگر اس کا عمل کتاب و سنت کے خلاف ہے
تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے
اس کی ہیبت کرنا حرام ہے۔ اگر ہو جائے تو

توڑنا فرض عین ہے۔ ابن علم بھی بیٹھے
ہوئے ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ شیطان
بھی آسمان پر اڑ کر جاتے ہیں۔ ملائکہ عظام
کی طرف سے ان پر بھاری ہوتی ہے۔
یہ جو شمس کوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں
یہ ان پر بھاری ہوتی ہے۔ یہی کچھ گنا
للشیطان ہیں۔ دشتیاں پر سنگ باری
حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر
سیستانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں
ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ فقہائے آسمان
میں ایک اورانی تخت بچھایا گیا اور اس پر
ایک فردانی شکل جلوہ افروز ہوئی جس نے
مجھے آواز دی کہ اے عبدالقادر ہم نے تہیں
نمازیں معاف کر دیں۔ حضرت شیخ فرماتے
ہیں کہ میں نے کہا اخسأ یا لعین
داسے لعین ذلیل ہو میرا یہ گنا تھا کہ
نہ تخت رہا اور نہ تخت نشین۔ اس میں
سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر تو اپنے
علم کے زور سے بچ گیا۔ ورنہ میں نے
اس مقام پر اتنے اولیاء کو گرا دیا ہے۔
کوئی جاں پیر ہوتا تو اپنے جیسے لوگوں
کے ساتھ کتب اللہ تعالیٰ نے مجھے نمازیں
معاف فرما دی ہیں۔ جو میری ہیبت کر گیا
اس کو بھی نماز پڑھنے کی عرصت نہیں۔
جب سیدنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خلفائے
راشدین اور باقی صحابہ کرام کو نمازیں معاف
نہ ہوئیں تو اور کس کو معاف ہو سکتی ہیں
طریقہ اخذ فیض

فیض کیا پیر ہے؟ شیخ کمال کے حکم
کو فیض کہتے ہیں اور یہ خود بخود پڑتا
ہے۔ بشرطیکہ کمال سے عقیقت۔ ادب
اور اطاعت ہو۔ گھوٹ یا گھول کو کوئی
نہیں پاتا۔ میری ہیبت کے بعد حضرت
دین پوری رحمۃ اللہ علیہ جالیس سال تک
نذرہ رہے۔ میں نے ان کی تقریر بھی نہیں
سنی۔ لیکن دل را بدل رہیبت کے ماتحت
وہ خاموشی میں مہم بکھ دے جلتے تھے
مثلاً اگر کمال میں انقطاع عن الخلق اور
احتیاج الی اللہ اور ضبط نفس بدرجہ کمال
ہو تو میں چیریں طالب میں پیدا ہو جاتی
ہیں۔ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ
کے خلاف تیس بتیں سال تک ایک شخص
مقدمہ بازی کرتا رہا۔ ساری جماعت اس کو
خلاف کے نام سے یاد کرتی تھی۔ لیکن
حضرت ہم سب پر فریاد کرتے تھے۔ ایک دفعہ
چچ لئے جاتے تھے تو خود اس کے

چل کر گئے اور اس سے معافی مانگی۔
تحدیث ہیبت نعمت کے طور پر اپنا
ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ جب میں نے
مدرسہ فاسمہ العلوم بنایا تو غیر تو پچھلے ہی
خلاف تھے۔ اپنے بھی خلاف ہو گئے۔ ائمہ
میں میرے خلاف متناہین شائع ہوئے
غیر شائع کراہیں اور اپنے مہم ہوا نہ پچھلے
انہوں نے سکول میں بیٹے کئے گئے۔
غازی خدابخش صاحب غفٹے میں برس چلے
ایک دن میرے پاس آئے کہ آپ ہیں ابنا
کیوں نہیں دیتے کہ ہم جوب دیں۔ ہمارے
پاس بھی ختم ہے۔ ہم بھی کھ سکتے ہیں اور
ہمارے منہ میں بھی زبان ہے۔ میں نے
ان کو غصہ کر کے پیچ دیا۔ میرے
خلاف یہاں تک بہتان طرازی کی گئی کہ
میں نے یہ مدرسہ عورتوں کے رکھنے کے لئے
بنایا ہے۔ میرے سامنے اللہ کا یہ اعلان
مقا۔
فَتَلَبَّسُوا وَابْتِغُوا لَهَا زِينَةً
(سورۃ النجم، رکوع ۱۱) ترجمہ۔ (پس
غضب آپ بھی دیکھ میں گئے اور وہ بھی
دیکھ میں گئے کہ تم میں کون دیوانہ ہے)
بعض دوستوں نے کہیں سے بھی مشورہ
کیا۔ تاکہ ان کے خلاف جنگ عورت کا دھڑ
دار کیا جائے۔ دیکھو نے کہا کہ احمدی
دھڑے کر سکتا ہے۔ مولوی کریم بخش صاحب
رحمۃ اللہ علیہ جو گورنمنٹ کالج لاہور میں
عربی کے پروفیسر تھے وہ غصے سے۔ مگر
خالفین کے ہکا دے میں آکر میرے
خلاف ہو گئے تھے۔ وہ ایک دن میرے
بڑے بیٹے مولوی حبیب اللہ سے ملے اور
کہنے لگے تیرے باپ میں ایک خوبی دیکھی
ہے کہ اس نے خالفین کے حق میں ایک
لفظ بھی قلم سے نہیں نکالا۔ اور مدرسہ
تاسم العلوم کے مقابلہ میں مدرسہ چڑا بنایا
گیا۔ انہیں خدام الدین کے مقابلہ میں
دیکھیں جی۔ لیکن یہ مدرسہ رہا اور انہیں
رہی۔ یہ حضرت دین پوری کا کس کیا ہوا ہے
ان کے دھال کے بعد میں نے دین پور شریف آنا
چاہا کہ کر دیا تو ان کے صاحبزادے میاں عبدالہادی
صاحب نے ان کے متعلق مجھے لکھا۔ میں نے ان
جواب دیا کہ ایک تو ان سے کچھ لینے کی قطع محبت
دوسرے ان کے طالع کا ڈر تھا۔ اب دونوں پیر
نہیں رہیں۔ اس لئے کہا جانا کہ کر دیا ہے۔
عقیدت ادب اور اطاعت سے فیض آتا ہے
ان میں سے ایک تاریخی ٹوٹ جائے تو تین ٹوٹ
جاتا ہے۔ شیخ کمال پر دعا نہیں کرتے۔ ان کی ہیبت

ہیں۔ اور یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ کس قسم کے اخلاق اور کس قسم کی ذہنیت اور تربیت قرآن سے مناسبت رکھتی ہے اور اس کے سمجھنے اور فائدہ اٹھانے کے لئے معائنہ ہے۔ اور کس قسم کی ذہنیت اور سیرت قرآن کے منافی ہے۔ اس کے لئے حجاب بنتی ہے۔ اور اس کے متوقع اصلاحی اور اعتدالی نتائج پیدا کرنے میں موزم ہے اس کو مختلف عنوانوں کے ماتحت ذکر کیا جاتا ہے۔

وہ صفات جو قرآن کے فہم اور اس سے استفادہ کے لئے معائنہ ہیں :-
(۱) طلب - قرآن سے متعلق ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس کی طلب پیدا ہو۔ جس کو سرے سے اس کی طلب نہیں اس کے لئے قرآن کیا مؤثر ہو سکتا ہے۔ اللہ کی سنت یہی ہے کہ وہ طلب پر دیتا ہے۔ اور طلب کی اس کے یہاں بڑی قیمت ہے، موجودہ حالت پر بے اطمینانی اور عدم قناعت اصلاح حال کی کوشش اور راستے کی تلاش ہے۔ یہاں سعادت کا پہلا قدم ہے۔ پس چیز اہمیت ہے دوسری چیز تعمیر حال۔
رَبِّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۝ مَا كَانَ لَكُم مِّنْ عِندِهِ حِجَابٌ ۝ يُخَوِّلُ مَن يَشَاءُ مِمَّا يَتَذَكَّرُ ۝

سورہ الزمر رکوع ۱۷ پارہ ۱۷

ترجمہ :- اللہ ان لوگوں کو اپنی طرف ہدایت دیتا ہے۔ جو اس کی طرف رجوع ہوں۔
رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۝ مَا كَانَ لَكُم مِّنْ عِندِهِ حِجَابٌ ۝ يُخَوِّلُ مَن يَشَاءُ مِمَّا يَتَذَكَّرُ ۝
ترجمہ :- بے شک اللہ کسی قسم کی حالت نہیں بدلتا، جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔

یہاں میں استغنا اور بے نیازی، حمودی اور پرہیزگاری کی نشانی ہے۔
وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لِّهٖ مَخْرَجًا ۝ وَيُخْرِجْهُ مِمَّا رَزَقْنَاهُ رِزْقًا كَثِيرًا ۝ وَلَا يُضِلُّهُ سُبُلًا ۝

سورہ العنکبوت رکوع ۱۷ پارہ ۱۷
ترجمہ :- اور جو اللہ سے بے نیاز ہوتا ہے گا تو اللہ سب سے بڑھ کر بے نیاز اور قابلِ توفیق ہے۔
يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ الْآثَالَاتِ ۝ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ عَلِيمٌ ۝

ترجمہ :- اے لوگو! تم ہی اللہ کے محتاج ہو اور اللہ مستغنی لائقِ حمد ہے۔
جن لوگوں میں دین کی طلب نہیں اور دین کی صدا میں ان کے لئے کوئی کشش باقی نہیں رہی ہے ان کے لئے فرماتا ہے۔

أَفَأَنْتُمْ تُشِيرُونَ الصَّلَاةَ وَتَذَكَّرُونَ ۝
سورہ بقرہ رکوع ۱۷ پارہ ۱۷
ترجمہ :- کیا آپ بھروسہ کر سکتے ہیں۔ خواہ وہ بے عقل ہوں۔
أَفَأَنْتُمْ تُشِيرُونَ الصَّلَاةَ وَتَذَكَّرُونَ ۝
ترجمہ :- کیا آپ بھروسہ کر سکتے ہیں کہ اگرچہ وہ دیکھتے نہ ہوں۔
إِنَّا كُنَّا نَعْتَدُ بِكَ كَذِبًا ۝

ترجمہ :- آپ ان لوگوں کو نہیں لٹا سکتے جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں۔ نہ آپ بھروسہ کر سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وہ فرما رہا ہے :-
(۲) استماع و اتباع :- قرآن بہر حال ایک صحیفہ اور ایک تعلیم ہے اس سے متعلق ہونے کا پہلا ذریعہ یہ ہے کہ اس کو غور سے سنے جو سرے سے کان لگا کر سنتا ہی نہیں اس کے بعد کے مراحل کیا طے کرے گا۔
فَتَنبِئْهُمْ يَوْمَ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ۝ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ بَیِّنَاتٌ مِّنْ قَبْلُ ۝ وَلَآ يَكُنْ لَهُمْ عِزٌّ ۝

ترجمہ :- آپ بشارت دے دیجئے میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر سنتے ہیں۔ بات اور اچھی طرح بات کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے۔ اور یہی صاحب عقل ہیں۔
لیکن صرف غور سے سن لینا کافی نہیں جو حصہ عمل کے قابل ہو اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ علم بلا عمل کے ایک داغی نقیض ہے۔ اس لئے استماع کے بعد اتباع کا ذکر کیا۔

(۳) خوف :- قرآن کی بنیاد خدا کے خیال اور اس کے خوف پر ہے جس کا دل بالکل خدا کے خوف سے خالی ہے۔ اور جس کے لئے خدا کے نام میں کوئی اثر اور کشش نہیں اس میں حقیقت دین کا ادہ نہیں۔ اور وہ گویا دین کے حاشے سے محروم ہے اور جب کسی کا کوئی حاشہ کم ہو تو اس کے محسوسات کا وہ کسی طرح حس اور ادراک نہیں کر سکتا۔ قرآن نے اپنے کو ان کے لئے مضیہ بتایا ہے۔ جن کے دل پر خدا کے نام کا اثر ہوتا ہے۔

اور ان کے فاسکرت میں کوئی دینی ہونے کی شگاری موجود ہے۔ باقی جن کے دل کی آنکھیں ابھریں، اہل سرور ہو چکی ہیں وہ قرآن سمجھنے کے لئے مستعد ہیں۔ اور ان میں کوئی گمراہی پیدا ہوئی۔
قَدْ زَيَّنَّا الْقُرْآنَ لِمَن يَخُفُّ وَيَعْبُدُ ۝

ترجمہ :- آپ نصیحت کیجئے ان لوگوں کو جو میری وجہ سے ڈرتے ہیں۔
إِنَّمَا تُحْيِي مَوْتًا ۝ إِنَّمَا تُحْيِي مَوْتًا ۝
ترجمہ :- آپ انہیں کو ڈرتا سکتے ہیں۔ جو قرآن کی پیروی کریں۔ اور خدا سے بے دیکھے فوت کریں۔
سَيَذَرُكَ مَوْتٌ يَخُفُّ ۝
ترجمہ :- تقریباً نصیحت حاصل کریں گے۔ وہ لوگ جن کے دل میں خنیت الٹی ہے۔
فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝

ترجمہ :- پس تمہاری ہے ان لوگوں کے لئے جن کے دل اللہ کے ذکر کی طرف سے سخت ہو چکے ہیں (۴) ایمان بالغیب :- دین کا ایک بہت بڑا اور اہم حصہ وہ ہے۔ جو انسان کے حواس خمسہ جو اس کی عقل کے حدود سے باہر ہے۔ یہ دین کے وہ حصہ سے متعلق ہیں۔ جن کا ادراک انسان اپنے حواس ظاہری سے نہیں کر سکتا۔ نہ وہ چیزیں دیکھی جاسکتی ہیں، نہ سمجھی جاسکتی ہیں۔ نہ سونجھی جاسکتی ہیں۔ اور نہ ان پر عقل کام دے سکتی ہے۔ اس لئے کہ عقل کا کام صرف یہ ہے کہ وہ محسوسات اور معلومات اور تجربات کے ذریعہ غیر محسوس اور غیر معلوم چیزوں کا علم حاصل کرے۔ جن چیزوں کا علم اس کے مبادی تک حاصل نہ ہوں اور وہاں قیاس کی بنیاد سرے سے موجود نہ ہو وہاں عقل کیا کام دے سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات، وحی، آخرت، جنت، اور دوزخ، یہ سب چیزیں ہیں جو خلافِ عقل نہیں لیکن درائے عقل مشروہ ہیں۔ یہ سب غیب ہیں شامل ہیں۔ جس کے لئے انبیاء پر اعتقاد کرنا اور جو کچھ وہ کہیں اس کو قبول کرنا ایمان بالغیب ہے۔ جو لوگ اپنے یقین اور اعتقاد کے لئے مادیات اور محسوسات کے پائندہ ہیں۔ اور جو چیز ان کے عقل و قیاس میں نہ آئے۔ اس کا وہ انکار کر دیتے ہیں۔ وہ محسوسات دین کی حقیقت سے ادا تفت ہیں۔ ان کے

قرآنی بصائر و نظائر

(انجناب ماسٹر لال دین صاحب نے بی بی خانقاہ ڈگر لکھنؤ میں جمعہ ۱۷ مارچ ۱۹۵۷ء کو ایک جلسہ میں خطاب کیا۔)

فَدَّ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ فَخُذُوا
بَصَائِرَ فَلْيُفْسِدُوا مِنْكُمْ فَعَلْتُمْ كَمَا
أَنذَرْتُكُمْ فَيُحْضِرُكُمْ
محقق تبار سے پاس آئیں روشن دلیلیں
تمہارے رب کی طرف سے جس نے ان کی طرف
دھیان دیا پس اپنی ذات کے فساد کے لئے اور
جس نے اپنی آنکھیں بند رکھیں پس اس کی
پاداش اس پر ہے۔ میں تو تم پر محافظ نہیں
بنایا گیا ہوں۔

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے
دہار جلالہاں سے نصرت کرتے ہوئے
خداوند کوں و مکان نے ایک پیغام بطور
وعدہ دیا تھا۔ فَادْنَا يَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ هَذِهِ
فَمَنْ تَبِعَ هَذِي فَكَوْنَتْ عَلَيْهِمْ وَلَدَهُمْ
يُحْضِرُونَ

اے آدم جن بستیوں کی آبادی کے
لئے تجھے بھیجا جا رہا ہے، وہاں میری طرف
سے بڑی پیغام ہدایت نظام لے کر آیا
کریں گے۔ تم نے اپنی اولاد کو کہہ دینا۔
کہ جو کوئی میرے سر میں کی راہ پر چلیگا
اس کی زندگی دارین میں حزن و ملال سے
نا آشنا رکھی جائے گی۔ گویا اس کی زندگی
کا ہر لمحہ شاد کامی اور سرمدی مسرت کا
آئینہ دار ہوگا۔

خانی ارض سما نے تخلیق عالم کے
اجزائے ترکیبہ میں وہ حکیمانہ جوہر رکھے ہیں۔
کہ اگر انسانی عقل و دھرم قیامت تک تحقیق
تتبع کی دواہیاں طے کرتی رہے تو اس کو
آخر کار اسحاق یثیوں کی طرح اپنی بے ہمتی
کا یوں اعزاز کرنا پڑے گا۔ کہ ہر دور و گار
عالم کے حکیمانہ نظام کو معلوم کرنے کے
میدان میں میری حالت اُس جیسے جیسی ہے
جو کسی بحرِ دُعا کے کنارے ابھی سیپ
لکھنے کر رہا ہے۔ اور سمندر کی پہنچائیوں سے
کلبتہ ہے خبر ہے۔

گر باوجود ہوش و خرد کے اس زوالی
کے اور انسانی تنگ دود کی کوتاہ دخی کے
رب السموات والارض کے عطا کردہ حواسِ شہ
میں وہ عوییاں موجود ہیں کہ ہم ان کے
ذریعے سے اننا ضرور پتہ لگا سکتے ہیں
کہ مناظرِ قدرت کی یہ حسین و دلربا دنیا
کسی مشاطی کی مرہونِ منت ضرور ہے۔ اجرائی

کی باہمی کشش۔ ان کی حسین و ہوشیاراں
دوایر مقررہ ہیں ان کی حرکات۔ آفتاب و
ماہتاب کا طلوع و غروب اور پھر اوقاتِ صبح
میں ایک ثانیہ کے کروڑوں حصے کا بھی
فرق نہ ہونا اس بات کی بین دلیل ہے کہ
لا محالہ کوئی قائلِ تحقیق موجود ہے۔ جس کے
اٹل اور بے بدل حکم کی تہلیل کے لئے
اشیائے عالم میں انبیاء و تسلیم کا مادہ
پایا جاتا ہے۔

زمین میں صحرا و ریگستان کے خوبصورت
سراب۔ میدانوں کے سرسبز و شاداب کھیت
کوہ سلسلوں کے گل پوش پہلو اور نکست بیز وادیا
قوتِ نامیہ کی دنیا کے خط بانے مختلف ہیں
اور سطحی امتیازات کی بنا پر متنوع کفرائیاں
عالم حیوانات کی علاقائی حیثیات اور عادات
کا تنوع۔ بحری۔ برزی اور ہوائی مخلوقات کا
لا محدود افوار و اقسام۔ جمادات کی بے پناہ
ظاہری اور مخفی دنیا کا بے بدل نظامِ غریبہ
ارضی و سماوی مخلوقات کا ہر شے اور ہر ذرہ
ان لا تعداد حکمتوں پر مبنی ہے۔ کہ اگر
تمام جہ و انس مل کر اُس کا چھوٹے سے
چھوٹا پرنہ بھی بدلنا چاہیں تو انہیں
محال ہے۔ کسی صاحبِ فکر نیز فطرت انسان
نے اس نظامِ قدرت کی لا انتہائیوں کو
دیکھ کر اس حقیقت کا اعتراف بایں الفاظ
کیا ہے

نظر آتا ہے مجھے جزو میں کل کا نقشہ
قدہ چاہے تو تھا کہ دے مجھے جہانِ کر
اور انسانی خود کی درماندگی پر خود قرآن
شاہد ہے۔ سورہ ملک کے شروع میں جہاں
ساقی آسمان کے تہ بہ تہ بنانے کا ذکر
ہے۔ مَا شَاءَ رَفَعْنِي فَخَلَقَ الرَّحْمَنُ مِن قُوَّةِ
فَارْجِعْ إِلَيْكَ رَافِعًا مِّنْ قُوَّةٍ مِّنْ قُوَّةٍ فَهَذَا
الْبَصِيرُ كَذَلِكَ يَنْقَلِبُ إِلَيْكَ الْبَصِيرُ فَارْجِعْ
حَيْثُ شِئْتَ رَافِعًا رَافِعًا مِّنْ قُوَّةٍ مِّنْ قُوَّةٍ
فرق دیکھتا ہے؟ پھر دوبارہ نظر کر کیا تجھ کو
کوئی شکایت یا دراؤ نظر آئی ہے؟ اب تجھ کو
تیسری بار پھر قدرت دی جاتی ہے کہ برا کر لگا کر
دو دوبار تیسری تیار تیار پاس رد ہو کر اور
تھک کر وٹ آئے گی
میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ کہ
باوجود نظامِ قدرت کی عظمت کے اور باوجود

نگاہ انسانی کی نارسائی کے حقیقت کے مشابہ
کی نگاہ میں کائنات ہستی کا سرزدہ اور
ہر پتہ کردگار عالم کی پکار پکار کر فشانہ
کر رہا ہے۔

میں ان تہذیبی سطوح کے بعد قرآن
پاک کے چند ایک اہم مقامات کا تذکرہ
کروں گا۔ جو قدرت پروردگار کے نہایت
نمایاں اور روشن نشانات اپنے اندر لئے
ہوئے ہیں۔ یہ وہ نشانات ہیں۔ جن سے
تمام سابقہ شرائع و ادیان کی تائید کا کام لیا
گیا ہے۔ اور ان کی طرف غنیمت سے غنیمت
الشفات کرنے والا شخص بھی دولتِ یاران
ایقان سے مالا مال ہو سکتا ہے۔ مگر

گر نہ بیند بروز شہرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ
اگرچہ قرآن حکیم کا ہر لفظ ہزاروں
کیا لکھوں رشد و ہدایت کے خزانوں کا
حاصل ہے۔ مگر یہ واقعاتِ قرآنی نے انسانی
آنکھوں کے سامنے عالمِ کمال کی نیلوں جیسے
عجیب و معجز وقعات و مشاہدات پیش کیے
ہیں۔ جن پر غور کرنے والوں کے لئے ہمنار
اسباقِ موجود ہیں۔ قرآن پاک میں حضرت
عزیر علیہ السلام کا واقعہ اور حضرت ابراہیم
کا تذکرہ تسلیم و رضا کی ایک پوری دنیا
اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے
أَوْ كَالَّذِي مَدَّ عَلٰى خَدَيْهِ رُوحِيْ خَادِيَةً
عَلٰى عَرْوَتِهَا رَاٰ رُسُلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ فَاذْكُرْ
لِکُلِّ اٰیَةٍ حَقًّا لِّئَلَّا تَكُوْنُوْا مِّنْ الْخٰسِرِيْنَ
کیا آپ نے اُس شخص کا واقعہ سنا ہے؟ جو
ایک بستی میں سے گزرا۔ اور اُسی بستی کے
تمام مکانات چھتوں سمیت گرے پڑے تھے۔
اس تباہی و ہلاکت کے منظر کو دیکھ کر
اور کہانیوں کی لاشوں کو چھتوں کے نیچے
دبے ہوئے پاک کر پڑا تھا۔ کمالِ آئی یعنی
هٰذَا الَّذِيْ اٰتٰكَ رُبُّكَ فَاذْكُرْ لِّکُلِّ اٰیَةٍ حَقًّا
اِنَّ اَكْبَرُ اٰیٰتِ رَّبِّکَ لَکَ اَنْ یَّخْلُقَ مَا یَشَآءُ
فَاَنْ تَعْلَمَ اَنْ لَّا یَعْلَمُ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِہِمْ
نے سیدنا عزیر علیہ السلام پر ایسی وقت
موت وارد کر دی۔ اور پھر اس کے بعد
اپنے حکم سے زندگی عطا فرمائی۔ اور ان
سے سوال کیا۔ قَالَ لَمْ یَلْمِزْکُمْ اَیُّ شَیْءٍ
تُرْسِلُوْنَ اَنْ تَعْلَمَ اَنْ لَّا یَعْلَمُ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِہِمْ
یَوْمَآ اَوْ یَلْعَنُ یَوْمَہُمْ عَرَضَ کَلِمَۃٍ اَلَمْ یَلِمْ
تو یہ سمجھتا ہوں۔ کہ میں جہاں ایک دن یا

کا سارا نظام بائیں ہمدردی و خوبی عالم کرے
منصفہ بنوے۔ ہر جگہ گر ہوا تھا۔ آج اس
کے حکم سے یہ چاروں پرندے جن کے
اجزائے متناسب کو اگرچہ علیحدہ علیحدہ پہاڑوں
پر رکھا گیا تھا۔ دوبارہ صحیح و سالم وجود
حاصل کر کے زندہ ہو گئے ہیں۔

قرآن حکیم اقوام و دلوں کی ایک جامع
تاریخ پیش کرتا ہے۔ سرگزشت اقوام کی ہلاکت
بزرگائی کے اسباب و اوقات اور نتائج پر
روشن ڈالتا ہے۔ بعثت مصطفیٰ سے پہلے
ہماری آنکھوں کے سامنے اولاد آدم کے
ایسے عجیب حالات آتے ہیں کہ جن
کے سننے سے ہماری دودیں سہم جاتی ہیں۔
اعمال انسانی کی جزا و سزا کا ایک عرش ہمارے
چشم تصور کے سامنے بیا ہوتا ہے۔ اور
خداوند ذوالجلال کی بر عظمت حاکمانہ شان
کا تسلسل ہمارے دلوں پر زیادہ سے زیادہ
محسوس ہونے لگتا ہے۔

حضرت فرج علیہ السلام ساڑھے نو سو
برس تبلیغی زندگی کے مصائب جھیل چکے ہیں
مگر قوم کے ناظران اپنی ضد پر اُلٹے ہوئے
ہیں۔ آخر ایک دن دشمنان اسلام نہایت
طیش کے عالم میں حضرت فرج علیہ السلام
سے یوں مخاطب ہوئے۔

قَالَ: يَا بَشَرُ كُنْ جَاهِلًا لَّنَا فَكُنْتَ جَاهِلًا
فَانْفَرَّ إِلَى الْعِصَامِ كَيْفَ نَنْشُرُ هَذَا تَمَّ كَسُوهُ
لِحَا. دیکھتے ہو کہ ہماری نظروں کے سامنے
ہم اپنی قوتِ قتال سے ان پٹیلوں میں کیسے
آجھڑے کی حس پیدا کرتے ہیں۔ اور اب
دیکھ لیاں پہنے لگیں۔ اور ساتھ ہی ان
پٹیلوں پر گوشت۔ پوست کا لباس کس طرح
پنایا جا رہا ہے۔ لہذا پٹیلوں کے ڈھچرے
پورا گدھا بن گیا۔ اور اپنی بولی بولا۔ تو
حضرت عزیز علیہ السلام نے اپنے ایمان و
ایقان کو جو ان کو پہلے ہی سے حاصل تھا
یوں بیان فرمایا۔ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ ہاں ہاں اے میرے مولا
مجھے تیری قدرت کا کالم پر پورا یقین ہے۔
اور اس کے ساتھ کی آیات حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے کیفیت بھی الموقر کا جواب
ہے۔ جن میں خلیل اللہ کے قلبی ایمان کا
سامان موجود ہے۔ اور ساری کائنات اس
بائوں کو خداوند دو جہاں کی قدرت کے سامنے
سر تسلیم خم کرنے کی دعوت ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا سوال ایسا
ہے۔ جیسے کوئی اللہ تعالیٰ سے یوں عرض
کرے۔ الٰہی! میں جانتا ہوں۔ قوتِ تائید
تیرے حکم سے دانہ کو نرم کرتی ہے۔ زمین
کو چھڑا کر کوئل بھان احمد سبحان اللہ
کتی ہوئی تیرے حکم سے نکلتی ہے۔ مگر
ایام و شہور کے بعد اس کوئل کی آہستہ
آہستہ بالیدگی پھر پودا یا درخت بننا۔
اس میں شاخوں اور پتوں کی پوری ہمار۔
زمین۔ پانی۔ ہوا اور نظامِ شمسی و قمری
لے مناسب غذا اور تربیت حاصل کرنا۔
اور پھر اس میں پھولوں کا لگنا۔ پھولوں
سے پھلوں میں تبدیل ہونا۔ پھلوں کا آہستہ
آہستہ پکنا اور ان پھلوں کی پورنگت اور
مذا کی بوقیوتی اگرچہ سب کچھ تیری قدرت
کے ظہورات ہیں۔ مگر اے مولا کریم۔ میں
چاہتا ہوں کہ ساری کارزدانی یعنی دانہ یا
گٹھلی سے پودے یا درخت کے پھولنے
اور پھلنے تک کے سامنے نظام کو میری
آنکھوں کے سامنے منکشف کر دے تاکہ
اس مشاہدہ عینی سے میری کیفیتِ ایمان
میں یقین و اطمینان کے خواص کا اضافہ ہو
اس فرادانی نعمت سے حضرت خلیل الرحمن
نے رُپ ادا کی کیفیت بھی الموقر کیا۔ رائے
پروردگار عالم یہ دنیا تیری قدرت کی تحریر کا
ہے۔ میری تمنا ہے کہ تو اپنے فضل سے
میری آنکھوں کے سامنے ایسے ایسے اموات کا
تجربہ پیش کرے۔ قَالَ اُولَئِكَ حُجُوبٌ رَوَابِ
يَا۔ کیا تو نے یقین نہیں کیا؟ قَالَ بَلٰی
وَلٰكِنْ اَمْسِئْتُ قَلْبِي رَعِضَ كَمَا اَلٰی يٰ پودا
یقین ہے۔ مگر میں تو اطمینان و یقین کی
دولت کے اضافے کا حریص ہوں قَالَ فَخُذْ
اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصْنُحًا اَلِيَةً ثُمَّ اجْعَلْ
عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا مِّنْ دَعْوٰی يٰ اَيُّهَا
مُتَّبِعِيْ وَاَعْلَمُوْا اِنَّ اللَّهَ خَبِيْرٌ عَرَفِيْمٌ۔ لہذا
پروردگار عالم نے حضرت ابراہیم کو چار پرندے
پکڑنے اور پھر ان کو اپنی آواز پر بلائے کا
حکم دیا۔ پھر فرمایا کہ اس کے بعد ان سب
کے سر پر پاؤں اور دھڑ بٹا کر کے
علیحدہ علیحدہ چار پہاڑوں پر رکھ دو۔ اور پھر
ان کو پہلے کی طرح باری باری آواز دو۔ دیکھنا
کہ وہ تمہارے پاس پرواز کرتے ہوئے آئیں گے
اے ابراہیم! مگر جان لے کہ اللہ عزوجل
ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اس کے ہر فعل
میں بے شمار حکمتیں ہیں۔

لہذا حضرت ابراہیم نے ارشاد ایزد متعال
کے مطابق تمام مذکورہ بالا کارزدانی سراسر انجام
دی۔ اور اپنی تمام نعمتیں دیکھ لیا۔ کہ وہ
خداوند قادرِ حق کے ارشادوں کے سراسر انجام
دیا۔

دن کا کچھ حصہ رہا ہوں۔ قَالَ بَل لَّيْسَتْ
بِمَاثَةِ عَامٍ فَانْفَرَّ إِلَى طُعَامِكَ وَشَرِبَ لَبَاطٌ
لَّوْ يَسْتَشْفِي. فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے عجب
اپنے عجب آہیز سوال کا جواب سن لے۔ اور
تین دن و رات دولت سمیٹنے کے لئے اپنے
دانوں کو اور بھی پھیل دے۔ ایک دن
یا دن کا کچھ حصہ نہیں بلکہ تو تو یہاں
پورے سو سال مردہ پڑا رہا۔ پھر فرمایا۔
تیرا مشاہدہ قدرت کا مطابق بھی پورا
کیا جاتا ہے۔ فَانْفَرَّ إِلَى طُعَامِكَ
اپنے کھانے کو اٹھ کر دیکھ اور محسوس
کر لے۔ کہ اس میں بھی وہی حرارت اور
تازگی پائی جاتی ہے۔ اور تیری چھانک کا
پانی بھی ایک صدی کی مدتِ تدبیر کے
گزرنے کے باوجود پرواز نہیں ہوا (قدرت
کی غمخسوز پٹلوں میں نہ کھانا خراب ہوا
نہ پانی۔ مشاہداتِ قدرت کی خوب مشق کر لی
جا رہی ہے۔ حقائق و یقینات کی تمنا کے
حجابات اٹھائے جا رہے ہیں۔ آگے فرمایا۔
اے عجب کھانا اور پانی کے ملاحظہ کرنے
کے بعد خدا اپنی سواری پر نظر ڈال کر
دیکھ اور یہ واقعہ دراصل میری قدرت
کا کالم کی زندہ مثال ہے۔ حضرت
عزیز علیہ السلام نے پاؤں اللہ اپنے گدھے
کی طرف دیکھا تو وہ اس وقت پٹیلوں کا
ایک ڈھچرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
وَانْفَرَّ إِلَى الْعِصَامِ كَيْفَ نَنْشُرُ هَذَا تَمَّ كَسُوهُ
لِحَا. دیکھتے ہو کہ ہماری نظروں کے سامنے
ہم اپنی قوتِ قتال سے ان پٹیلوں میں کیسے
آجھڑے کی حس پیدا کرتے ہیں۔ اور اب
دیکھ لیاں پہنے لگیں۔ اور ساتھ ہی ان
پٹیلوں پر گوشت۔ پوست کا لباس کس طرح
پنایا جا رہا ہے۔ لہذا پٹیلوں کے ڈھچرے
پورا گدھا بن گیا۔ اور اپنی بولی بولا۔ تو
حضرت عزیز علیہ السلام نے اپنے ایمان و
ایقان کو جو ان کو پہلے ہی سے حاصل تھا
یوں بیان فرمایا۔ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ ہاں ہاں اے میرے مولا
مجھے تیری قدرت کا کالم پر پورا یقین ہے۔
اور اس کے ساتھ کی آیات حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے کیفیت بھی الموقر کا جواب
ہے۔ جن میں خلیل اللہ کے قلبی ایمان کا
سامان موجود ہے۔ اور ساری کائنات اس
بائوں کو خداوند دو جہاں کی قدرت کے سامنے
سر تسلیم خم کرنے کی دعوت ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا سوال ایسا
ہے۔ جیسے کوئی اللہ تعالیٰ سے یوں عرض

رمضان کے چار چاند

(از جناب مولانا احمد صاحب ایم۔ اے فاضل درجہ دہندہ لکھنؤ انڈیا)

بجائے ان کی تحریک کا ذریعہ بن گئے تھے جس سے دنیا کے خرمین امن کو آگ لگ گئی تھی۔

”خیر انشاء اللہ واجابہ“ کے دغیراد ہود و نصاریٰ اپنی مقدس کتابوں کو پس پشت ڈال کر اپنے عالموں اور راہبوں کو ”ارٹیاہن دون اللہ“ سمجھتے تھے اور عقیدہ توحید سے منحرف ہو کر بدترین معاصی کے مرتکب ہو رہے تھے وہی یہی اسرائیل جن کے سر پر ”فضلتک علی العالمین“ کا تاج رکھا گیا تھا۔ اپنی بے عملی اور سرتابی کی وجہ سے ذلت و مسکنت اور غضب الہی کے مستحق ہو گئے تھے۔

روم - ایران - مصر - چین اور ہندوستان میں انسان کا خون پانی سے اڑاں تھا۔ ہندوستان میں نباتات اور حیوانات کی پرستش ہوتی تھی۔ لیکن انسان کی جان کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ ادنیٰ طبقہ کے لوگ اچھوت سمجھے جاتے تھے اور ان پر وحشیانہ مظالم کئے جاتے تھے۔ ان کو کوئی شہری حق حاصل نہیں تھا۔ عزت کی قیمت گھاس بھوس کے برابر نہ تھی۔ خاوند کے مرنے پر وہ زندہ آگ میں جھونکی جاتی تھی۔ اچھوت اپنی لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے۔ تمام ممالک میں تمدنی - معاشرتی - اخلاقی - سیاسی - مذہبی قوانین ظالمانہ اور وحشیانہ تھے۔ مگر بدترین حاکمیت عرب کی تھی۔

یہ ملک جس طرح دنیا کے وسط میں واقع تھا اسی طرح ہر قسم کی جہالت و ضلالت کا مرکز تھا۔ ہر خط کی بُرائیاں اس میں موجود تھیں۔ وہاں کی اخلاقی پسند کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہی کعبہ جو دنیا میں توحید الہی کے اعلان کے لئے سب سے پہلے تعمیر کیا گیا تھا۔ اور جس کی تجدید حضرت خلیل اللہ اور حضرت ذبح اللہ کے مقدس ہاتھوں سے ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں۔

لے اللہ کے سوا اور رب
خے میں نے تم کو جہانوں پر فضیلت دی۔
شہ حضرت علیہم الذلۃ والمسکنة
دیباؤ ابغض من اللہ

رمضان کا مہینہ ہزاروں برس سے آ رہا ہے اور قیامت تک آتا رہے گا۔ لیکن اسے چار چاند لگا کر مبارک بنانے والے اب سے پچود سو برس پیشتر پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ انسان جہنم کے کنارے کھڑا ہوا تھا۔ اور اسے گھر سے بچانے والا کوئی نہ تھا۔ جہالت و ضلالت کی کالی گھٹائیں گھری ہوئی تھیں۔ ذرہ ذرہ فساد کا مظہر تھا۔ انسانیت نے تاریکی غلیظ پردوں میں مُٹ چھپا رکھا تھا۔ بدکاری و فحاشی کا نام اخلاق تھا۔ فسق و فجور کا عام چرچا تھا۔ قتل و غارتگری کا بازار گرم تھا۔ تباہی و بربادی کا دور دورہ تھا۔ شر نے خیر کو اور ظلمت نے نور کو برطرف کر دیا تھا۔ اس روحانی اندھیرے سے قلوب انسانی مہیا ہو کر نیکی و ہدی کے شعور سے محروم ہو گئے تھے۔ روئے زمین کے کسی گوشہ میں نور ہدایت کا نام و نشان نہ تھا۔ تمام عالم پر روحانی موت طاری تھی۔ حضرت آدمؑ سے حضرت مسیحؑ تک تمام انبیاء کا پیغام ایک داستان پارینہ بن چکا تھا۔ ان کے پیغمبروں میں تحریف کر دی گئی تھی۔ توحید کی تقلید کھلا دی گئی تھی۔ بلکہ اس کا صیح تصور بھی باقی نہ رہا تھا۔ زمین سے آسمان تک ہر مخلوق معبود بنی ہوئی تھی۔ حقوق اللہ اور حقوق الناس فراوان کر دیئے گئے تھے۔ شرک کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ انسان محض ایک ترقی یافتہ حیوان بن گیا تھا۔ جو ”بعضکم لبعض عداۃ“ اور ”اذا کنتم عداۃ“ کا مصلوب تھا۔ تمام مذاہب بلا استثناء چند بے روح ریسمن کا مجموعہ اور اخلاق و اعمال کی اصلاح کی لہ کنتم علی شفاعتہ من النار۔ تم کہ کے گڑھے سے کنارے پر تھے۔

لے ظہر الفساد فی البر والنجس ابیدی الکا
لوگوں کے اعمال کی وجہ سے خشکی اور تری میں
بگڑا بیٹا ہو گیا تھا۔
لے تم ایک دوسرے کے دشمن ہو۔
لے جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔

سے ہوئی تھی۔ اب دنیا کا سب سے بڑا بُت خانہ اور شرک کا گہوارہ تھا۔ جس میں تین سو ساٹھ بُت نصب تھے۔ ”ما انما فی المشرکین“ اور ”انی بڑی ہمتاشرکون“ کا دنیا بھانے والے بت شکن کی اولاد شرک کے گھرے غار میں گر کر اسفل سافین بن چکی تھی۔ اس کا سر جو صوف اللہ کے سامنے ٹھکنا چاہتے تھا بے شمار پتھروں کے آگے خم ہو کر انسانیت کو ذلیل و خوار کرتا تھا۔ دل و دماغ حقیقی توحید سے نا آشنا تھے۔ حسن اخلاق کا جنازہ نکل چکا تھا۔ خونریزی - دہزنی - وحشیانہ سے بخاری - قمار بازی - بے حیائی - فحش کاری ان کے محبوب مشاغل تھے۔ معمولی بات پر لڑائی چھڑ جاتی تھی۔ جو سیکڑوں برس جاری رہی تھی۔ اور اس میں خون کے دریا بہتے تھے۔

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا ازل میں مشیت نے تجا جن کو تانا کہ اس گھر سے اُبلے کا چمڑا کا وہ ایک بت پرستوں کا تیرہ بنا تھا جہاں تین سو ساٹھ بت درج رہا تھا قبیلہ قبیلہ کا بت ایک جدا تھا کسی کا بھل تھا کسی کا صفات تھا یہ عزتی پر وہ نالہ پر خدا تھا اسی طرح گھر گھر نیا ایک خدا تھا نہاں ابر ظلمت میں تھا ہر اور اندھیرا تھا ظان کی پوٹوں پر

ہزاروں برس سے ان میں کوئی بی مبعوث نہیں تھا تھا۔ سارے ملک میں فتنہ و فساد اور فحاشی کی بادِ سرم چل رہی تھی۔ جس سے رشد و ہدایت کے شے پورا غل ہو گئے تھے۔ اہان کے شے خشک ہو گئے تھے۔ صداقت کا نور بجھ گیا تھا۔ توحید کا چمن مرجھا گیا تھا۔ روحانیت کی کھیتی سوکھ گئی تھی۔ دینی فساد کھڑا ہو گئی تھی۔ نفوس سے انسانیت کے نقوش مٹ گئے تھے۔ کسی اجتماعی نظام کا نام تک نہ تھا۔ اہلیس کا عالمگیر تسلط تھا اور خلیفہ فی الارض نہاں حال سے ملائکہ کے

لے میں مشرکوں میں نہیں ہوں۔
لے تم جن چیز کو خدا کا شریک قرار دیتے ہو۔ میں اس سے بیزار ہوں۔

خدا کا محبوب - ابراہیمؑ کا فرزند۔
دُعائے خلیلؑ اور نوید مسیحؑ کا مصداق
چالیس برس کی عمر کو پہنچ کر اپنے دادا
کی طرح مکہ معظمہ کے قریب غار حرا میں
ملکوت سعادت و امن پر غور کر رہا
تھا کہ روح امینؑ یہ جہات بخش خدائی
پیغام لائے۔ اِنَّا بَارِئُکَ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ
خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ عَلَقٍ اَفَرَا تَرٰکَ
اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ
مَا لَمْ یَلْمِکْ اَفَرَا تَرٰکَ اِنِّیْ
سے جو خالق ہے جس نے انسان کو
خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا - پڑھ
تیرا رب سب سے کریم ہے۔ جس نے
قلم کے ذریعہ سے سکھایا اور انسان
کو وہ باتیں بتائیں جو اُسے معلوم نہ تھیں۔
یہ نزول قرآن کی ابتدا تھی۔ جو
قیامت تک کے لئے ایک مکمل نظام
حیات ہے۔ ابو طالب کے یتیم بھتیجے کو
تمام عالم کی ہدایت کے لئے منصب
رسالت عطا ہوا۔ اور اس کے توسط سے
اس معاہدہ کی تجدید کی گئی۔ جو ازل میں
”الست بریکم“ اور ”بلی“ کے الفاظ سے
خالق اور مخلوق کے درمیان ہوا تھا اور
جسے مخلوق نے بار بار بھلا دیا تھا۔ اسی
لئے پہلی وحی ”رب“ کے نام سے
شروع کی گئی۔

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ ایک ایسی
پر جس کی قوم بھی اتنی اور تعلیم میں
سب قوتوں سے پس ماندہ تھی اور جس
میں فحش و فحشاء کا رواج بہت کم
تھا۔ اور کوئی درس گاہ نہ تھی جو پہلی
وحی نازل ہوئی اس میں قرأت اور قلم اور تعلیم
کا ذکر تھا۔ جس میں یہ اشارہ تھا کہ قرآن
ایک علمی مشغل ہے۔ جو جاہلیت کی تاریکی
کو دور کرے گی۔ یہ لکھا جائے گا اور
شائع ہوگا۔ اور علوم کے چھتے جاری
کرے گا۔ جن سے پیاسی دُنیا میں سیراب
ہوتی رہے گی۔

اُسے یہ یہ فریاد کیا قوم کے سامنے
رکھ کر اُسے مژدہ سنایا کہ اللہ تعالیٰ
تمہاری طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ اس نے مجھے

فلہ رینا وابتغ فہم رسولنا منہم یتلو ہیلہم
آیاتا و یعلمہم الکتاب والحکمۃ و یدکھم
للہ مبشر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمدؑ
ملکہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔

ملکہ ہاں -

کسی خوریز میں ہی حصہ نہیں لیا۔ کسی باطل
معبود سے مدد نہیں مانگی اور کسی برا خلاق
کا مظاہرہ نہیں کیا۔ جس میں اس کی قوم
بلکہ ساری دُنیا مبتلا تھی۔ اس کی یہ
پاکدامنی کسی دنیوی تعلیم و تربیت کا
نتیجہ نہیں تھی۔ اس نے کسی استاد کے
سامنے زانوئے تلمذ نہ نہیں کیا تھایا
مدرسہ میں تعلیم نہیں پائی تھی۔ کبھی ایک
لفظ نہ پڑھا تھا نہ لکھا تھا۔ تحصیل علم
کے لئے نہ سفر کیا تھا نہ علما کی صحبت
میں رہا تھا۔

وہ روحانیت و انسانیت کا پیکر
اور رحمت و شفقت اور ہمدردی کا
مجسمہ تھا۔ اس کے دل میں تمام مخلوق
کی بھلائی کے لئے تڑپ تھی۔ دوسروں
کے غم میں اس نے اپنے وجود کو فراموش
کر دیا تھا۔ ان کی ذرا سی تکلیف بھی
اس کو شاق گردتی تھی اور وہ ان کی
فحش و بھوسہ پر حریف تھا۔ وہ صفات
کا عملی نمونہ تھا۔ ساری قوم اس کی
عدالت - دیانت - امانت - محنت - مروت
اس کو اور شرافت کی قابل تھی اور
صدق کو امین و صادق کہتی تھی۔ وہ
پھر انسان کو اپنے ہی رنگ میں رنگا
ہوا دیکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ سایہ
جہان میں واحد مثالی انسان تھا۔



وہ غور و فکر کا عادی تھا۔ دُنیا اس
کی نظر میں بچ تھی۔ وہ اپنے دل میں سوچتا
تھا کہ میں کیا ہوں - میری منزل مقصد
کیا ہے مجھے کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہیے۔ یہ
کاہنات لیا ہے۔ انسان مجروحہ مصائب
سے کیونکر نجات پاسکتا ہے؟ غار حرا
طور سینا - شجر و حجر - ریگستان اور
نخلستان - کھنڈر اور میدان - زمین اور
آسمان ان سوالوں کے جواب سے عاجز
رہے۔ لیکن خالق ارض و سما نے اس
مضطرب دعا شن - رمضان کے چاند نے
رات کی سیاہ چادر سے چہرہ نکال کر
نشارت دی کہ فور ہدایت سے غفلت
ضلالت کو شکست ہوگی۔ اور یہ اندھیرا
گلشن روشن ہوگا۔

اس شبہ کی تاثیر کر رہا تھا۔ ”انجیل
فیہما ینسد فیہا ویسفک الدماء“
جب ایک انسان اپنے بچہ کو سرک
پر بٹھاتا اور ٹھوکر کھاتا ہوا نہیں دیکھ
سکتا۔ تو ارحم الراحمین جو والدین سے
بدتر ہوا زیادہ شقیق ہے اور اَنّ علیہا
للہدی“ کا وعدہ کر چکا ہے۔ اپنی
پیداری مخلوق کو طریق ہدایت کی بجائے
راہ ضلالت پر گامزن ہوتا ہوا دیکھنا
کیونکر گوارا کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس
کے لازوال قانون کے مطابق تاریخ نے
اپنے کو دوہرایا۔ جس طرح فرود اور ذوق
کے مقابلہ میں ابراہیمؑ اور موسیٰؑ بھیجے
گئے تھے اسی طرح چھٹی صدی عیسوی
کی اس عالمگیر تاریکی کو دور کرنے کے
لئے ایک عالمگیر نور کا ظہور ہوا جیسا کہ
حضرت مسیحؑ نے فرمایا تھا کہ ” نور
تاریکی میں چمکتا ہے۔“

اس شیطانی دور میں اللہ کا ایک
بندہ مکہ کا باشندہ ”ضالؑ“ یعنی کھویا
ہوا اور سرگرداں تھا۔ تاکہ کوئی ایسا
ذبیح تلاش کرے جس سے باطل کا اندھیرا
غائب ہو اور نور الہی سے روئے زمین
چمک اٹھے۔ اور باغی انسان خود ساختہ
معبودوں سے برگشتہ ہو کر حزب اللہ
میں داخل ہو جائے۔ وہ جس کی
نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتا تھا۔
لیکن کہیں راستی کی کوئی کرن نظر
ن آتی تھی۔ ہر سمت کفر کا اندھیرا چھایا
ہوا تھا۔ ترمیم کا آفتاب دشمنان شرک
کے تاریک افق میں روپوش تھا۔ جہالت
کی عملداری تھی۔ تمام طاغوتیں ”الکفر
ملہ واحدہ“ کے بموجب حق کے مقابلہ
میں متحد ہو گئی تھیں۔

گرو نانکؑ کا قول ہے۔ کہ مہ رات
کتی ہی سیاہ ہو۔ لیکن سفید چہرہ سفید ہی
رہتی ہے۔“ چنانچہ اس روحانی تاریکی
میں اس مقصد و جدو کا دامن عفت کسی
معصیت کے غبار سے آلودہ نہیں ہوا۔
اس کی پیشانی کسی بُت کے سامنے نہیں
جھکی۔ اس نے کوئی مشرک نہ نرم داد نہیں کی۔

اللہ کیا تو زمین میں ایسی ہستی کو پیدا کرے گا جو
اس میں فساد برپا کرے گی۔ اور خون
بھائے گی۔

اللہ بے شک ہمارے ہی ذمہ ہدایت ہے۔
اللہ وجد شد ضالہ فہدی -

ملکہ یحییٰ المصطر اذا دعا و یکشف السوء

کے تحت ان کے سر سے تھار کر اب امت مسلمہ کے سر پر رکھا جاتا ہے۔ جسے "خیر الائمہ" اور "امت وسط" کے خطاویں سے سرزد کیا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کی نبوت کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ اب اس بے فیض حاصل نہیں ہو سکتا۔ اب نبوت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں منتقل ہو گئی ہے۔ اور نبوت محمدیہ ایک سدا بہا درخت ہے جو کبھی خشک نہ ہوگا۔ اور دُنیا اس کے میوہ اور سایہ سے قیامت تک منتفع ہوتی رہے گی۔ اس درخت کی موجودگی میں کسی دوسرے درخت کی ضرورت نہ ہوگی۔ کتاب رسالت محمدیہ طالع ہو گیا ہے۔ جس کی حلیا باری اور تک جاری رہے گی۔ اس کو چارچا کھانے کی حاجت نہ ہوگی۔ یعنی اس نے دُنیا کو دوسرے نبی سے بے نیاز کر دیا ہے۔ آپ کے بعد ہر مٹی نبوت سورج کی طرح دکھا کر آپ کا استغاث کرتا ہے۔

دو ایٹھویں صلی ہے کہ معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاء کے ملاقات کی اور تمام آسمانوں سے گزر کر تہائی کے اس مقام پر پہنچے جہاں کسی نبی کی رسالت نہیں ہوئی تھی۔ یہی سرزمین کسی مقام پر پہنچا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کے مقامات طے کئے اور انہیں ڈرکے۔ تمام انبیاء میں فرد فرد کو کمالات موجود تھے۔ آپ ان سب کے جامع تھے۔

حسن یوسف دم میسے یہ بیضا داری آجے خواں ہم دراند تو تنہا داری آپ نے اپنی اُمت کو بھی معراج سے محروم نہ رکھا اور اس کے لئے نماز کا تحفہ لائے۔ جو معراج المومنین ہے۔ مانہ دربار الہی میں حاضری ہے۔ اسی لئے نمازی کو نماز میں یہ تصور کرنا چاہئے کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو کم سے کم یہ خیال رکھے کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ نماز اسی جذبات کے طاری کرنے کی مشق ہے۔ نمازی کی پوری زندگی اسی اصول کے تابع ہونی چاہئے۔

۱۹۷۹ء کتبہ خیر امت اخرجت للناس بالمعروف و
تہتوں عن الفکر

۲۰۰۰ء کہ لاکھ جہان نام امتہ و سلطان کو روا شہداء علی الناس
و کیون الرسول علیک شہیدا۔

آواز کو دبانے کی سر ممکن کشش کی۔ اگر آپ حکم الہی "جاہد ہم بہ جہاد کبیرا" کے مطابق قرآن کے ذریعہ سے ان تمام فتنوں کا مقابلہ کرتے رہے۔



رضوان کے چاند نے پھر آسمان سے ندا دی۔ "ہر یوم لیطوفنا فی اللہ باقواہم واللہ ستم ذرہم ولو کرہ الکافرون"۔ یہ اللہ کا روشن کیا ہوا چراغ پھونکوں سے بچایا نہ جانے گا۔ وہ اس سرچا منیر کی روشنی کو بڑھائے گا۔ چنانچہ اس ماہ مبارک میں معراج ہوئی۔ جو اظہار تھا اس امر کا کہ اسلام ایک ایسا درخت ہے کہ "اصلہا ثابت و فرعانی السہل" اس کی جڑ اٹھیں یہ ایسی جی ہوئی ہے کہ کسی کے کاٹنے سے لکڑی نہیں سکتی اور اس کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں اور کسی کی مجال نہیں کہ ان کو توڑ سکے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خود کاشتہ پودا ہے۔ جس کی آبیاری وہ خود کرتا ہے۔ انا نحن وانا فی ذلک وانا لا کافرون۔ لایاتیہ الباطل من بین یدیه ولا من خلف۔ ہم ہی نے یہ ذکر نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ اور اس میں کسی طرف سے باطل کا گزر نہیں ہو سکتا۔ اس کا دین مسجد حرام تک محدود نہیں رہے گا۔ بلکہ دُور دُور تک پھیلے گا۔ اور روئے زمین پر غالب آئے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین تمام انبیاء اور ان کی امتوں کی برکتوں کے وارث ہیں۔ فضیلت کا تاج جو بنی اسرائیل کے سر پر رکھا گیا تھا۔ ان کے کفر اور سرکشی کی پاداش میں "لایزال عذری الظالمین" یہ اس قرآن کے ذریعہ سے ان سے ہٹا جاوے گا۔ ۱۹۷۹ء پاک ہے وہ اللہ جرات کے وقت اپنے بندہ کو مسجد حرم سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔ ۱۹۷۹ء کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کے ذکر کو اپنی پھونکوں سے بجھائیں۔ اور اللہ اپنے ذکر کو پورا کرے گا۔ اگرچہ کافر ناپسند کریں۔

۱۹۷۹ء معراج کے سنہ اور چھینے اور تاریخ میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک معراج رمضان میں ہوئی۔ واللہ اعلم

۱۹۷۹ء مسیحہ عند ظالموں کے لئے نہیں ہے۔

ایسا بیخام دے کر تھارے پاس بھیجا ہے اگر تم اپنی حالت تبدیل کر۔ اپنے خالق سے ملحق پیدا کرو۔ اس کی ہدایت کو دستور عمل بناؤ۔ اس کے احکام کی تعمیل کرو۔ اور منوعات سے پرہیز کرو۔ تو تم پر اس کا فضل ہوگا۔ اس کی حمایت و نصرت حاصل ہوگی اور تمہاری گزشتہ عظمت و شوکت بحال ہو جائیگی۔ اللہ نہیں بدلا۔ اس کا قانون نہیں بدلا۔ اس کا وعدہ نہیں بدلا۔ لیکن تم بدل گئے۔ اگر تم اس کے صالح بندے بن جاؤ تو اس کی رحمت و برکت کے مستحق ہو گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ تم مجھ سے کچھ ملے نہیں۔ میں یہ سب کچھ تمہاری ہی بھلائی کے لئے لےتا ہوں۔

جن کی فطرتیں سید اور ضد و تعصب سے پاک تھیں انہوں نے اس دعوت پر لبیک کہا۔ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر کے تمام جھوٹے معبودوں کی غلطی کا جوا کدیں تو سے آثار پھینکا اور اپنی پوری زندگی کو اس بیخام ربانی کے تابع کر دیا۔ اور دنیا و آخرت کی ان نعمتوں سے نوازے گئے۔ جو متقین اور صامعین سے مخصوص ہیں۔ رضی اللہ عنہ ورضوانہ۔

رضوان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں ہدایت کا بادل برسا شروع ہوا۔ جس نے باد ضلالت کی اڑائی ہوئی گرد سے روکے زمین کو پاک کیا۔ جنت کے دروازے کھل گئے۔ جہنم کے دروازے بند ہو گئے۔ شیاطین تیرک کر دیئے گئے۔

لیکن میں کی طبیعتوں میں کبھی اوج عداوت و رقابت تھی انہوں نے "قتل الانسان ما کفر" کے بموجب اس نعمت کو شکلا دیا۔ آپ کی تکذیب کی اور آپ اور آپ کے صحابہ پر ہر قسم کا ظلم روا رکھا۔ اور اللہ کے ذکر کو بچھانے کے لئے اپنا سارا زور صرف کر دیا۔ آپ کو گالیوں دیں۔ جادو گر اور جمنوں کہا۔ پشت مبارک پر نیاست ڈالی۔ راہ میں کاٹے بچھائے۔ پتھروں سے مجروح کیا۔ قتل کی سازشیں کیں۔ قید کیا۔ "لا تستولوا للقرآن والغرافہ" لکھ کر مٹا دیا گیا۔ اور حق کی لٹلا مارا جائے انسان۔ کس قدر ناشکری کرنے والا ہے۔

۱۹۷۹ء اس قرآن کو نہ سنو اور اس کے بارے میں بدگویی کرو۔

کہ اس کی تمام حرکات و سکنات پر اللہ کی نظر ہے۔ اور حضور الہی میں اُسے اپنے تمام اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔ ”ان صلواتی ولسلی و عیالی و عمامتی اللہ رب العالمین لا شریک لہ وذلک امرت۔“ ہے شک میری ناز اور میری قربانی اور میری زندگی اور موت اللہ کے لئے ہیں۔ جو جہاد کا پردہ گار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ ایسا شخص کسی قانون الہی کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا۔ ”ان صلواتی تنسی عن اللہ والملتک“ نماز تمام گناہوں سے روک دیتی ہے۔

کفار پیغمبر اسلام کی آواز کو دبانے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام بلند کر دیا۔ چنانچہ دنیا میں آپ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہوتی جس کے مرتبہ کا اعلان توحید الہی کے ساتھ دن میں پانچ دفعہ کیا جاتا ہو۔ بلغ الصلا بکالم کشف اللہ جہالہ حنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

تیسرا چاند

تیسرے برس اہل مکہ کے مظالم برداشت کر کے پیغمبر اسلام اور آپ کے صحابہ کرام نے اپنا اپنا پیارا وطن چھوڑ کر مدینہ میں اقامت اختیار کی۔ لیکن وہاں بھی اطمینان نصیب نہ ہوا۔ کفار مکہ منافقین مدینہ اور یہود نے ملت واحدہ بن کر اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے اڑی سے چلتی ٹھک زور لگایا۔ قریش نے بے بنیاد افواہیں اڑا کر مسلمانوں کو بدنام کیا۔ ان کے مویشی گولے۔ چراگاہیں اجاڑیں۔ ان کو چھ اور عمرہ سے روکا۔ یہود اور منافقین کو ان کے خلاف بھڑکایا۔ زمین باوجود وسعت کے مسلمانوں کے لئے تنگ ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو باری باری ساری رات پہرہ دینا پڑتا تھا۔ آخر کار کفار مکہ ایک ہزار فوج لیکہ اسلام اور اہل اسلام کا کام تمام کرنے کے ارادہ سے مدینہ کی طرف بڑھے۔ زمین کانپ گئی۔ جن و مکہ ”باب ہونہ“ پکارنے لگے۔ کیا اسلام مٹ جائے گا؟ کیا یہ مٹی بھر مسلمان ہلاک ہو جائیں گے۔

اور قیامت تک اللہ کی عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا؟ رمضان کے چاند نے پھر آسمانی نقاب سے منہ نکال کر ان افغان میں تسلی دی۔ ”سیرہم الجمع و یولون الدیر“ رکافزون کے اس لشکر کو شکست چکاڑی۔ اور وہ بیٹھ پھیریں گے۔ ”کم من فتنہ قلیلت غلبت فتنہ کثیرة باذن اللہ“ اللہ کے حکم سے بہت سی فتنے باطنی کثیر جماعتوں پر غالب آ جاتی ہیں۔ ”انتم الاعوان ان کنتم مؤمنین“ اگر تم ایمان والے ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی لٹا کی اطلاع پا کر صحابہ سے مشورہ کیا اور انصار سے فرمایا کہ ”تم شہر سے باہر میرا ساتھ دینے پر مجبور نہیں ہو۔ کیونکہ تم سے میرا یہ معاہدہ ہوا تھا کہ اگر دشمن مدینہ پر یورش کرے تو تم مدافعت کرو گے۔“ انصار نے عرض کیا۔ ”ہم موسےٰ کے اصحاب کی طرح یہ نہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا رب ہمارا گڑھ ہیں۔ اللہ اگر آپ حکم دیں تو ہم مسند میں کود پڑیں۔“ آپ نے صحابہ کی اس وفاداری اور جان نثاری کی قدر کی۔

اسلام کے ظہور کو پسندہ ہیں ہو گئے تھے۔ مسلمان مظلوم تھے۔ اور اب تک انہوں نے مدافعت میں بھی تلوار نہیں اٹھائی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان وصلح کے داعی تھے اور جدائے قتال کے نفرت کرتے تھے۔ لیکن جب ہجرت کے بعد بھی کفار نے آپ کو چین سے بیٹھے نہ دیا۔ اور اسلام کی دیکھنی پر کر با دھمی تو بچاؤ کے لئے جنگ کی اجازت ملی۔ اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا۔ یعنی مسلمانوں پر ظلم کیا جاتا ہے۔ اس لئے ان کو لڑنے کی رخصت دی جاتی ہے۔ ان کو لڑائی میں ابتدا کرنے سے منع کیا گیا۔ ”قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم“ جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم اللہ کی راہ میں ان سے لڑو یعنی تمہاری لڑائی نفس کے لئے نہیں بلکہ حق کے لئے ہو۔ چنانچہ رمضان ۱ھ میں تم شہر اسلام بے نیاں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کی حمایت کے لئے جان نثاران اسلام کو جمع کیا جو تعداد میں میں تین ہزار تیرہ تھے۔ مقابلہ غیر مساوی تھا۔ کیونکہ دشمن ایک ہزار اور پورے سالانہ حرب سے مسلح تھے۔ ان کے لئے حسب ضرورت

مکہ سے مکہ بھی آ سکتی تھی۔ وہ سب چیدہ اور تجربہ کار تھے۔ لیکن مسلمان تعداد اور سامان دونوں کے لحاظ سے کم تھے۔ ان کے پاس نہ کافی سواریاں تھیں نہ پورے ہتھیار تھے۔ ان ۱۳۰۰ جہازدار میں سے سب سیدہ۔ کس اور نا تجربہ کار بھی تھے۔ جن کو حاد اور شہادت کی تنہائی بھرتی ہونے پر آمادہ کیا تھا۔ حضرت عبید بن ابی وقاص کم عمر تھے۔ اس لئے اس خوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر کم عمر واپس جانے کا حکم دیا جس سے ان کو اتنا رنج ہوا کہ۔ روئے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا شوق دیکھ کر اجازت دیدی۔ چنانچہ یہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ اور شہید بھی ہو گئے۔ اور یہی ان کی آرزو تھی۔ ہر پہلے کی یہی کیفیت تھی۔ بعض بریطانی اٹھنا کہ کھڑے ہو گئے تاکہ بے معلوم ہوں۔ لیکن احتجاج کے طور پر کہنے لگے کہ ”ہم فلاں سے زیادہ قوی اور بہتر تیر انداز ہیں۔ جب اس کو شامل کر لیا گیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں اس سعادت سے محروم رکھا جائے۔ اگر یقین نہ ہو تو اس سے ہمارا مقابلہ کر کے دیکھ لیجئے۔“ شیع رسالت کے پردازوں کا یہی جذبہ قربانی ان کی بے پناہ کامیابی کا ضامن تھا۔ جو قسم اپنے مقصد کے لئے اس طرح مرنے جانی ہے وہی زندہ رہا کرتی ہے۔ کتنی عبرت کی بات ہے کہ مٹی بھر صحابہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ آج مسلمان کروڑوں کی تعداد میں اور دیوبند جیشیت سے بدرجہا بہتر ہونے کے باوجود دوسری قوتوں سے دبے ہوئے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ صحابہ اللہ کے دین کے مددگار تھے۔ وہ تعداد اور سامان کی قلت کے باوجود ایمان اور عمل صالح کے بل پر کھڑے ہوئے تھے۔ اس لئے ان کو اللہ کی مدد حاصل تھی۔ در ان تصرفہ واللہ یتفکر“ (اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا) ”ان اللہ مع الذین اتقوا“ (اللہ متقین کے ساتھ ہے) اللہ جن کی مدد کرے اور جس کے ساتھ ہو اسے کون زیر کر سکتا ہے۔ جب مسلمانوں نے دین کی خدمت اور تقویٰ میں کوتاہی کی تو اللہ تعالیٰ ان کو نصرت معیت سے محروم ہو گئے۔

اللہ کی ہمت سے ان کو ہمارے روک دیں گے۔ اور اگر چاہیں تو ان کو کشتیوں میں ڈال دیتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲- رمضان ۱۲۰۰ھ کو اسلامی سپاہ مدینہ سے روانہ ہوئی اور ۱۵- رمضان کو بدر میں باڈو کارزار گرم ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات حضور الہی میں دعا کی کہ یا اللہ اگر مسلمانوں کی یہ مختصر جماعت ہلاک ہوگئی تو قیامت تک دنیا میں تیری عبادت نہ کی جائے گی۔

دو صحابی مکہ سے مدینہ کو جا رہے تھے۔ راستے میں کفار نے روکا اور کہا کہ تم مسلمانوں کی مدد کو جا رہے ہو اور ان سے مل کر ہم سے لڑو گے۔ انہوں نے کہا۔ ”ہم کو چھوڑ دو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ جنگ میں ان کا ساتھ نہ دیں گے۔“ کفار جانتے تھے کہ مسلمان چھوٹا وعدہ نہیں کیا کرتے۔ اس لئے ان کو جانے دیا۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور ماجا بیان کیا۔ لڑائے میں اخلاق اور حمد و پیمان کا لحاظ نہ کیا کرتا ہے۔ دعا فریب ایک معمول بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس وعدہ کو حقاقت کے نظر انداز کر دیتا۔ لیکن آپ صمد و صفا کے پیکر تھے۔ اس لئے فرمایا کہ ”تم اپنا وعدہ پورا کرو اور ہماری طرف سے جنگ نہ کرو۔“ اللہ ہمارا مددگار ہے۔“

آج اسی بین وصادق کے اُمتی اور کلرگو ناقابل اعتبار سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ دوستوں کے ساتھ بھی وعدہ وفا نہیں کرتے۔

وہ انصاری لڑکوں معوذ اور معاذ نے اسلام کے سب سے بڑے دشمن ابو جہل کو گھوڑے سے گرا دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اس کے بعد کفار کے بڑے بڑے سردار کام آئے جس سے ان کی ہمت پست ہوگئی اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ان کے سرکردہ ہلاک اور اتنے ہی گرفتار ہوئے۔ صرف چودہ مسلمان

نے جام شہادت نوش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنگی قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ ان کو صحابہ میں تقسیم کر دیا گیا جنہوں نے ان کو اپنے مہانوں کی طرح رکھا۔ اور اپنے سے بہتر کھلایا اور پشایا۔ اس فرار دلی اور فیاضی کی نظیر بیسویں صدی میں بھی نہیں مل سکتی۔ یہ فیصلہ کن جنگ تھی۔ اس سے کفار

کا زور ٹوٹ گیا اور مسلمانوں کی قوت مستحکم ہوگئی۔ اگر اس غزوہ میں مسلمانوں کو ہزیمت ہوتی تو اسلام کا ستون ہمیشہ کے لئے سرنگوں ہو جاتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”لقد نصرکم اللہ بیدر و اتم اذلتہ“ اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی۔ جبکہ تم کمزور تھے۔



بدر کے معرکہ حق و باطل کے بعد متعدد غزوں میں فور ترمید نے طلعت فجر کو کا ڈر کر دیا۔ اسلام کا سیلاب عرب کے اکثر حصہ پر چھا گیا۔ اور جہات کے جس و خاشاک کو بہا کر لے گیا۔ اور قلعہ لبان حق کو سیراب کرنے لگا۔ انبیا رسالت کی شفاعت اُمتی کائنات پر نمودار ہو کر عالم کو منور اور باطل کی آنکھوں کو خیرہ کرنے لگیں۔ ”یدخلون فی دین اللہ افواجا“ کا منظر دنیا کے سامنے آگیا لیکن عرب کا مرکز کعبہ اب تک اس روشنی سے محروم تھا۔ وہ حسرت کے ساتھ آسمان کو تنگ رہا تھا اور دست بدعا تھا۔ کہ یا اللہ چراغ کے نیچے اندھیرا کب تک رہے گا۔ دعوت ابراہیم سے میرا تزکیہ کب ہوگا۔ موسیٰ کی بشارت کا مصداق کب آوے گا۔ ہزار قدوسیوں کے ساتھ آئے گا اور مجھے ان تین سو ساٹھ بتوں کی نجاست سے نجات دے گا؟

دیباے رحمت الہی جوش میں آیا۔ ”ادعونی استجب لکم“ اور ”استجب دعوت اللہ“ اِذَا دَعَاں کا وعدہ کرنے والے ”اصتق“ نے اپنے گھر کی فریاد سنی اور پھر اپنے قاصد رضوان کے چاند کو بھیجا۔ جس نے حبیبِ دل زبانِ حال سے صدا بلند کی کہ یو رکھ دوستانہ تیرے رب کے یہاں دیہ ہے اندھیر نہیں۔ ”جاد الحق و ذبق الباطل ان الباطل کان زہوقا“

۱۲۰۰ھ زادوادی ابی ابراہیمؑ و حدیث میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا کا ثمرہ ہوں۔

۱۲۰۰ھ ترمیت۔

۱۲۰۰ھ مجھ سے دعا کرو کہ میں قبول کروں گا۔

۱۲۰۰ھ میں پکارنے والے کی دعا سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

۱۲۰۰ھ من اصدق من اللہ قیلا۔ اللہ سے زیادہ

بات کا سچا کون ہے؟

حق آگیا۔ باطل کب تک اس کے سامنے ٹھیکے گا۔ باطل کو ایک نہ ایک دن فنا ہی ہے۔ صبر کا پھل میٹھا ہے۔ سب کو پاک کرنے والا رحمتہ العالمین حضرت رب کے مجھے بھی اپنی آغوشِ رحمت میں لے گا۔ ”لا تقظظون رحمتہ اللہ“ اللہ کی رحمت سے اماند نہ ہو۔

کفار کی باز بارِ عہد شکنی سے مجبور ہو کر ۲۰- رمضان ۱۲۰۰ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار صحابہؓ ہمراہ مکہ منظم میں نزول اجلال فرمایا۔ جہاں سے آٹھ برس قبل آپ نے ہجرت منطوی کی حالت میں ہجرت کی تھی آپ نے آیت ”جاد الحق و ذبق الباطل ان الباطل کان زہوقا“ پڑھتے ہوئے تمام بتوں کو حرم سے باہر پھینک دیا۔ مشرک کا تعلق حق ہو گیا۔ توحید و تکبیر کے نعروں سے کعبہ گونج اٹھا آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ ”اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس نے وعدہ وفا کیا۔ اپنے بندہ کی مدد کی اور تنہا تمام جہنموں کو تودر دیا۔ جاہلیت اور نسب کا غرور دور ہو گیا۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنا تھا۔ تمہارے خاندان اور آدم مٹی سے بنے ہیں۔ قبیلہ ایک دوسرے کی پہچان کے لئے ہیں۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے شریف وہ ہے جو سب سے متقی ہو۔“

۱۲۰۰ھ قح کہ دنیا کی تاریخ میں بلا مبالغہ ایک بے نظیر واقعہ ہے۔ جس کا اعتراف غیر مسلم موزین نے بھی کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنی صفت کا اظہار بھی صرف باتوں سے نہیں ہو سکتا۔ بہت لوگ زمان سے بڑے بڑے دعوے کرتے اور بلند اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں۔ لیکن عملی نمونہ پیش کرنے سے عاجز رہتے ہیں۔ بلکہ اپنے فعل سے اپنے قول کی تکذیب کرتے ہیں۔ صفت عفو کے اظہار کے لئے ضروری ہے کہ ایک شخص پر ظلم کیا جائے۔ پھر ظالم پر غالب آئے اور اُس سے بدلہ لینے پر قادر ہو۔ لیکن اس کا باوجود درگزر کرے۔ جب تک یہ دونوں صورتیں نہ ہوں صفت عفو کا مظاہرہ نہیں ہو سکتا۔ ایک کمزور اور عاجز مظلوم کا کہنا کہ میں اپنے پر ظلم کرنے والے کو معاف کرتا ہوں ایک ایسے شخصے بات ہے۔ کیونکہ وہ انتقام کی طاقت ہی نہیں

۱۲۰۰ھ رحمت ابراہیمؑ آیا۔ گناہات کی راسخو

جو سب سے زیادہ مشرک تھے سب سے بڑے موجد بن گئے۔ انہوں نے مشرق سے مغرب تک توحید کا جھنڈا لہرایا اور ایک خدا کی حکومت قائم کی۔ جو بہتر تھے رہنا یہ گئے جو ملک گمراہی کا کھنڑ تھا ہدایت کا سرچشمہ بن گیا۔ جو ہر چیز سے ڈرتے تھے۔ ”لا خوف علیہم ولا هم یحزنون۔“ کے بوجہ دنیا کی ہر طاقت پر غالب آ گئے۔ لیکن کچھ مدت بعد پامال ہو گیا۔ بول شعلہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قرآن کی اقام کی ترقی و منزل کا باعث ہوگا۔ یعنی قومیں اس کا اتباع کر کے گمراہی کی اور اسی کو چھوڑ کر گریں گی۔ چنانچہ مسلمان اللہ کی اس روشی (قرآن) کو پلڑے فرش سے اٹھ کر عرش پر پہنچے تھے۔ اور پھر اس کو چھوڑ کر عرش سے فرش پر آ گئے۔ اور آج تک گسے ہوئے ہیں۔ اور برابر گرتے جا رہے ہیں۔ ان کا حال یہ ہے کہ ”یلقون القرآن ولا یجادوا ذرا جہرم“ (حدیث) قرآن پڑھتے ہیں۔ لیکن وہ ان کے حلق سے اچال نہیں اترتا۔ زبان پر قرآن ہے لیکن اچال اخلاق پر اس کا اثر نہیں ہے۔ تہذیب و تمدن و معاشرت و حکومت اس پر مبنی نہیں ہیں۔ اس سے روگردانی کر کے دوسرے ذرائع سے ہدایت طلب کی جاتی ہے۔ حالانکہ دراصل ہدایت صرف قرآن ہے۔ اور اس کے سوا کچھ ہے سب سے آج مسلمانوں کا ذوال ترک قرآن کا نتیجہ ہے۔ اگر وہ پھر اپنے اقبال کا پیر نصیب کیا اور جاہ و جلال کا تقاریر پانا چاہتے ہیں تو قرآن سے عملی تعلق پیدا کئے بغیر ممکن نہیں۔

رمضان میں مسلمانوں کو جو نعمتیں ملتی ہیں آج وہ ان سے محروم ہیں۔ قرآنی نظام کا نہیں وجود نہیں۔ جماد یعنی اشاعت اسلام کی کوشش مفقود ہے۔ حکومت الہیہ گزشتہ زائد افسانہ ہے۔ کائن مسلمان رمضان شریف میں نزول قرآن کی حقیقی یادگار مناسبتیں۔ اور قرآن کی صرف تلاوت اور سماعت پر اکتفا نہ کریں۔ بلکہ اسے اپنا دستور حیات بنائیں۔ یہی رمضان کا پیغام ہے۔

جماد رمضان بکرة البرکات
فتننا فساوی الصوم والصلوة
واستغفر وارباب الجلال ونضرب
وتساقط فی الخیر والحنان
شهر رمضان الذی انزل فیہ القرآن
ہدی لنا من ربنا ربنا ربنا
والقرآن۔

نہیں کی۔ بلکہ مکمل بھی کی۔ یعنی عملی نمونہ دکھایا۔ ”انک اتج الا باحوالی۔“ کان خلق القرآن۔ اور اس لحاظ سے دنیا کی کوئی شخصیت آپ کی ہمسر نہیں ہوئی۔ کفار مکہ نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت بلالؓ نے کعبہ پر کھڑے ہو کر اذان دی۔ خلافت الہیہ عرب میں قائم ہو گئی۔ جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعا سب اچھل ہذا البلد آسنا و اجنبی و بنی ان نصید الانعام“ (اے میرے بھائی اس گھر کو جائے امن بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا) ان کے جانشین کے عہد میں کامل قبول ہو گئی۔

ہر مسلمان کو دل و جان سے رضائ کا استقبال کرنا چاہئے۔ اس ماہ مبارک میں تمام دنیا کی ہدایت کے لئے قرآن نازل ہونا شروع ہوا۔ یعنی اسلام کی علامت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اسی میں اسلام کی ترقی اور عروج کی خوشخبری سنائی گئی۔ دین کے لئے ماضیانہ جہاد کی اجازت دی گئی۔ اور اسلام کا مرکز مکہ معظمہ مسلمانوں کو دیا۔ اور قرآنی نظام قائم ہوا۔ لہذا اس ماہ کی جتنی قدر منزلت کی جائے کم ہے۔ اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری اکثرت کو رضائ کی حقیقت معلوم ہو تو وہ یہ خواہش کرے کہ سارا سال رمضان ہو جائے۔

قرآن ایک نور ہے جو انسانوں کو سلامتی کی راہ پر چلاتا۔ اور اندھیرے سے نکال کر اجماع میں لانا ہے۔ اس نے اب سے چودہ سو برس قبل ایک عظیم روحانی اور مادی انقلاب پیدا کیا۔ دفعہ ایک پوری قوم کی کایا پلٹ دی۔ اس کے مرہ جسم میں ایک نئی روح پھونک دی۔ بادیہ نشین جمہادیوں کو دنیا کا سب سے بڑا حکمران بنا دیا۔ جو لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیالے سے تھے۔ شہر و شہر و قلعہ جو سب سے زیادہ جاہل اور فاسق و فاجر تھے۔ تہذیب و تمدن و اخلاق اور جملہ علوم و فنون میں دنیا کے معلم بن گئے۔

آج مجھ پر وہی نازل ہوتی ہے۔ میں اس کی پیروی کرتا ہوں۔ (القرآن)
آج آپ کا اخلاق قرآن کے مطابق تھا (قول عائشہ)

رکھتا۔ حضرت مسیحؑ نے رحم و عفو کی تعلیم دی۔ لیکن ان کو اس حصلت کا عملی نمونہ پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔ کیونکہ ان کو دنیوی اقتدار اور اپنے مخالفوں پر غلبہ کبھی حاصل نہیں ہوا۔ انجیل میں ہے کہ انہوں نے صلیب پر اپنے دشمنوں کے لئے دعا کی۔ لیکن یہ ان کے رحم و عفو کی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ مجبور تھے اور ان کے دشمن ان کے رحم و کرم پر نہیں تھے۔

اس کے برخلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عفو کے مظاہرہ کا کامل موقع ملا۔ آپ کے دشمن جو انہیں برس سے آپ پر ہر قسم کا ظلم کر رہے تھے۔ جنہوں نے آپ کو گالیاں دی تھیں۔ پتھر مارے تھے۔ راہ میں کانٹے بچھائے تھے۔ تنہا کی سادشیں کی تھیں۔ جلا وطن کیا تھا۔ جوتی کی تھی۔ نرمی کیا تھا۔ اب مجرموں کی حیثیت سے آپ کے سامنے کھڑے تھے۔ اور آپ کے رحم و کرم پر تھے۔ سخت سے سخت سزا ان کے لئے جائز تھی۔ آپ فاتح تھے۔ اور فاتحین کا معمول ہے مغنہ بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ اور اس کے عزیز باشندوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح سے قبل مغنہ کے وحشیانہ جوروں کا نشانہ بن چکے تھے۔ آپ نے ان سے دریافت کیا۔ ”تم مجھ سے کیسے سلوک کی توقع رکھتے ہو۔“ انہوں نے جواب دیا۔

”آج کریم و ابن آج کریم۔“
آپ نیک نفس بھائی اور نیک نفس بھائی کے بیٹے ہیں۔
آپ نے فرمایا۔ ”میں تم سے وہی کہوں گا جو میرے بھائی یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔“ لائشرب علیکم الیوم۔ (اے میرے فاتح الطغاة۔)
اب تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔ جاؤ تم آزاد ہو۔“

آپ نے اپنے پڑائے حریف ابرہہؓ کو نہ صرف معاف کیا بلکہ ان کی عزت افزائی کے لئے اعلان کر دیا تھا کہ ان کے مکان میں پناہ لینے والے کو امان ملے گی۔ لینے سب سے بڑے دشمن ابوجہل کے بیٹے اور قائم مقام گمراہ کا غیر مذہم کیا اور ان کو بھی کسی شرط کے بغیر معاف کر دیا۔ جابرین کی مٹائی چاکڑیوں جن پر کفارہ تھے۔ قندہ کر لیا تھا۔ دایس بنیر کی مٹائی۔ آپ نے ہر ملامت اخلاقی، گمراہی، فساد، فتنہ

خداوند تعالیٰ کے ارشاد کے تحت انصاف سے لکھے۔
 دقتیغران سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔

آپ اسے شہادت دے چکے درناک مذہب الہی
 شُكْرًا بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ فَقَالَ اِنَّ هَذَا اِلَّا
 رِيحٌ مَّجْجُوءَةٌ اِنْ هَذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ

سورہ الذر کو جلد پارہ ۱۷

ترجمہ۔ پھر اس نے پیچھے پیروی اور کبر کیا،
 پھر کہا کہ یہ تو ایک جادو ہے جو بلا آیا ہے۔
 اور یہ تو انسان ہی کا قول ہے۔

بھی پیغمبر کی ظاہری حالت اور غربت
 کو دیکھ کر وہ اس کے پیغام اور تعلیم سے
 انکار و استکبار کرتے ہیں۔ اور اس کی
 پیروی میں اپنی اہانت محسوس کرتے ہیں۔
 فرعون نے کہا تھا۔

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِنْ هَذَا الَّذِي هُوَ مَيِّتٌ وَ اَنَا
 بَكَارٍ يُسَبِّحُ فَخُورًا اَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ سُبُحَةٌ مِّنْ
 ذَهَبٍ اَوْ جَاءَكَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقَرَّرِينَ

سورہ الزمر کو جلد پارہ ۱۷

ترجمہ۔ کیا میں بہتر نہیں ہوں اس شخص سے جو
 ذلیل ہے اور اچھی طرح بات بھی نہیں کر سکتا؟
 پس کیوں نہ ان پر سونے کے زور آتا رہے؟
 یا ان کے ساتھ بہت سے فرشتے بھیج دیے ملتے۔
 وَقَالُوا اِنْ كُنْ تَزِيلُ هَذَا الْفُتْرَانَ عَلٰی رَجُلٍ
 مِّنَ الْفَرِثِيِّينَ عَظِيْمًا سَوَ الْاُخْرُفُ رُكُوعٌ تِلْكَ
 ترجمہ۔ اور ان کافروں نے کہا کہ یہ قرآن
 کد اور طاقت کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ
 نازل کیا گیا۔

کبھی معنی بشریت ان کے لئے عذر

ہو جاتی ہے۔
 ذٰلِكَ بِاَنَّهُ كَانَتْ تَابِعَتُهُمْ رُسُلُهُمْ اَنْفِثَتْ
 فَقَالُوا اَسْمِعْ يَجْهَدْنَا فَنُتَارَ كَفَعُوْا وَ اَوْكُوْا
 وَ اَسْمَعْنِي اللّٰهُ فَيُحْيِيْ حَيِّدًا

سورہ قہان کو جلد پارہ ۱۷

ترجمہ۔ یہ اس لئے کہ ان کے پاس پیغمبر
 مبعوث نہ کر آئے۔ انہوں نے کہا کہ کیا
 کوئی انسان ہمیں ہدایت دیکھا؟ پس انہوں نے
 لکھ کر کیا، اور روگردانی کی، اور اشرے نیاز ہو جان

سے بے شک وہ بے نیاز اور قابل ستائش ہیں۔
 وَ اَلَا اَمَّا هٰذَا الَّذِي سُوِّدَ لَوْنُ الْبَطْنِ
 فِي الْاَشْوَاقِ لَوْلَا اَنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ مِّنْ
 مَّعٰلِ مَلٰٓئِكَةٍ سَوَ الْاُخْرُفُ رُكُوعٌ تِلْكَ

ترجمہ۔ اور ان کافروں نے کہا یہ پیغمبر کس کا ہے
 جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے، کیوں
 اس کے ساتھ کوئی فرشتہ بھیجا گیا، جو لوگوں کو ہدایت
 کبھی رسول کے پیروں کی معاشقہ لہی

ان کے پیشوں کی حقارت ان کی کم نسی کا وہ
 عذر کرتے ہیں اور جامعیت میں شرکت کے
 لئے اسی کو مانع بنا لیتے ہیں۔

وَ اَلَا اَمَّا هٰذَا الَّذِي سُوِّدَ لَوْنُ الْبَطْنِ

سورہ الشعراء کو جلد پارہ ۱۷

ترجمہ۔ انہوں نے کہا کہ کیا ہم تر پر ایمان
 لائیں، حالانکہ تمہاری پیروی صرف ادنیٰ لوگوں
 نے کی ہے۔

فَقَالَ الْمَلَكُ الَّذِي كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهِ مَا
 كُنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا كُنْتُمْ اَبْنَعُ
 اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَزْوَاجُكُمَا بَادِيَ الرَّآيِ اَوْ مَا
 كُنَّا لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ لَظُنُّكُمْ اِلَّا بَشَرٌ

سورہ ہود کو جلد پارہ ۱۷

ترجمہ۔ تم کو پہتا ہی جیسا ایک انسان سمجھتے ہیں۔
 اور تمہاری پیروی بھی انہیں لوگوں نے کی ہے۔

جو ہم میں بہت درجہ کے لوگ ہیں۔ اور ہم اسے
 خیال میں تم کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں دیکھتے تو
 تم کو نہ جھوٹا سمجھتے ہیں۔

کبھی یہ رکاوٹ اس بنا پر ہوتی ہے کہ
 ان لوگوں نے اپنی دنیاوی اقبالندی اور
 قسمت کی یادری کی وجہ سے یہ فرض
 کر لیا ہوتا ہے کہ دنیا میں ہر اچھی چیز
 کے مستحق ہم ہیں۔ اور وہ چیز خیر ہی
 نہیں ہے جو پہلے ہم کو نہ ملے۔

وَقَالَ الَّذِي كَفَرُوْا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْ كَاٰنَ
 خَيْرًا مَّا مَسَّبُوْنَا اِلَيْهِ وَاِذْ لَمْ يَمْسَسْهُمْ
 فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا اِنْشَاءٌ كَذٰبٌ

سورہ احقاف کو جلد پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور کافروں نے ایمان والوں کے مستحق کہا کہ
 اگر کوئی بھلائی ہوتی تو یہ ہم پر بہت نازل ہوتے
 اور چونکہ ان کو اس سے ہدایت نہیں حاصل
 ہوتی اس لئے وہ کہیں گے یہ تو ہمارا نشان ہے۔

یہی اسباب ہیں جن کی بنا پر بستی کے
 آسودہ حال مسیح البال لوگ انبیاء کی
 تکذیب اور ان کی دعوت و تحریک کی
 مخالفت میں سب سے پیش قدمی اور

تیز رفتاری کرتے ہیں۔
 وَمَا كُنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا كُنْتُمْ
 اَبْنَعُ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَزْوَاجُكُمَا بَادِيَ الرَّآيِ اَوْ مَا
 كُنَّا لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ لَظُنُّكُمْ اِلَّا بَشَرٌ

سورہ سبا کو جلد پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور ہم نے جس بستی میں بھی کوئی رسول
 بھیجا، وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے کہا کہ ہم
 تو تمہاری رسالت کے منکر ہیں۔

وَ اَلَا اَمَّا هٰذَا الَّذِي سُوِّدَ لَوْنُ الْبَطْنِ
 فِي الْاَشْوَاقِ لَوْلَا اَنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ مِّنْ
 مَّعٰلِ مَلٰٓئِكَةٍ سَوَ الْاُخْرُفُ رُكُوعٌ تِلْكَ

ترجمہ۔ اور ان کافروں نے کہا یہ پیغمبر کس کا ہے
 جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے، کیوں
 اس کے ساتھ کوئی فرشتہ بھیجا گیا، جو لوگوں کو ہدایت
 کبھی رسول کے پیروں کی معاشقہ لہی

ان کے پیشوں کی حقارت ان کی کم نسی کا وہ
 عذر کرتے ہیں اور جامعیت میں شرکت کے
 لئے اسی کو مانع بنا لیتے ہیں۔

اٹھانے میں سخت مراعہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید
 کی تعلیم قبول کرنے میں اس کو اپنے
 نفس پر جاری کرنے میں اور اس کو
 اپنی زندگی کے معاملات میں ملکر بنانے

کے لئے اور انبیاء کی رہنمائی قبول کرنے
 کے لئے تواضع، تسلیم و رضا کی ضرورت
 فَذَرُوا رِيَاكُمُ الَّذِيْنَ يَفْخَرُوْنَ بِحُجَّتِهِمْ
 فَذَرُوا رِيَاكُمُ الَّذِيْنَ يَفْخَرُوْنَ بِحُجَّتِهِمْ
 فَذَرُوا رِيَاكُمُ الَّذِيْنَ يَفْخَرُوْنَ بِحُجَّتِهِمْ

ترجمہ۔ قسم ہے آپ کے پروردگار کی یہ
 لوگ۔ اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے
 جب تک آپ کو اپنے تمام تنادعات میں
 حکم نہ مان لیں اور اپنے دلوں میں آپ

کے فیصلے سے کوئی تنگی نہ محسوس کریں۔ اور
 بالکل فرمانبردار ہو جائیں۔

(۲) محاورہ:- قرآن مجید کے بارے میں
 بغیر کسی روشنی و بحث و مباحثہ کرنا،
 اس کو اپنی شافی و لغالی سے مغلوب
 کرنے کی کوشش کرنا، اس کے بارے

میں قیاس آرائیاں کرنا، قرآن کی ہدایت
 سے محروم رکھنا ہے۔ اور سینے میں چپے
 ہوئے تکبر کا پتہ دینا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَجَادُوْنَ فِيْ اٰيَاتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حُجَّتٍ
 اَتَهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبَرٌ مَّا هُمْ
 بِبَالِيْغِيْهِ فَاَسْمِعْ يٰ اِلٰهَ اِنَّكَ هُوَ السَّمِيعُ
 الْبَصِيْرُ

ترجمہ۔ بیشک وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں
 میں تھکانے کے لئے دھڑ دھوپ کرتے
 ہیں ان کے دلوں میں کبر ہے۔ اور وہ
 اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں اللہ

سے پناہ مانگتے ہی سب اور بصیر ہے۔
 اِنَّ الَّذِيْنَ سَخَوْا فِيْ اٰيَاتِنَا مَعْجِزِيْنَ اَوَّلٰٓئِكَ
 عَذَابٌ لِّّمْ يَرْجُوْنَ

ترجمہ۔ انہوں نے اللہ کی آیتوں میں
 کھڑے ہو کر اللہ کی آیتوں میں کھڑے ہو کر
 اللہ کی آیتوں میں کھڑے ہو کر اللہ کی آیتوں میں کھڑے ہو کر

ترجمہ۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں میں کھڑے
 کے لئے دھڑ دھوپ کرتے ہیں۔ ان کے لئے
 بڑا دردناک عذاب ہے۔ جو لوگ اللہ کی
 آیتوں میں بغیر کسی حجت کے ہو انہیں لی ہو

جمال کرتے ہیں۔ یہ چیز اللہ اور ایمان والوں
 کے نزدیک بہت مبغوض ہے۔ اسی طرح اللہ
 پر سرکش اور منکر کے دل پر مرہا کرتا ہے۔
 وَ اَلَا اَمَّا هٰذَا الَّذِي سُوِّدَ لَوْنُ الْبَطْنِ
 فِي الْاَشْوَاقِ لَوْلَا اَنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ مِّنْ
 مَّعٰلِ مَلٰٓئِكَةٍ سَوَ الْاُخْرُفُ رُكُوعٌ تِلْكَ

ترجمہ۔ اور ان کافروں نے کہا یہ پیغمبر کس کا ہے
 جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے، کیوں
 اس کے ساتھ کوئی فرشتہ بھیجا گیا، جو لوگوں کو ہدایت
 کبھی رسول کے پیروں کی معاشقہ لہی

ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے ہر پیغمبر کے لئے
جن دانش کے شیطانوں میں سے دشمن بنائے
جو ایک دوسرے سے دھوکا دینے کے لئے
ملح باتیں کرتے ہیں۔

(۳) انکار آخرت و دنیا پرستی۔ عقائدِ کفر میں سے آخرت کا انکار قرآن سے متضاد ہونے اور اس سے فائدہ اٹھانے میں بہت مانع ہوتا ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید کی ترغیب و تہذیب اور حفظ و اصلاح کی ایک اہم بنیاد آخرت ہے، وہ آخرت سے ڈرتا ہے، آخرت کے ثواب کی امید دلاتا ہے۔ اور اس اہم سفر کے تمام منزلوں، تعلیمات اور اس کی پیش آنے والی منزلوں کی صحیح اطلاع اور ضروری ہدایات دیتا ہے۔ اس لئے جو لوگ آخرت کے متوقع ہیں۔ وہ قرآن مجید سے کسی حال میں مستفی نہیں ہو سکتے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَالَّذِي يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ
وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ

سورہ انفام کو عربی علم پارہ ۷
قرآن اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے
ہیں وہ قرآن پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور وہ
اپنی نماز کے محافظ ہیں۔

لیکن جو لوگ آخرت کے قائل ہیں یا عقیقہ
مکملہ نہیں۔ مگر عملاً ان پر دنیا پرستی اور دنیا
عالمیہ ہے۔ اور وہ زندگی کے تمام مسائل
میں ان کا نقطہ نظر بالکل مادی ہے، ان کے
لئے فریاد ہے۔

[illegible]

قَالَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ لَا يُجَدُّ إِلَهُهُ
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ سوره النحل نوحه ۱۲
الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكَرَةٌ
وَهُمْ مُنْكَرُونَ ۝ سوره النحل نوحه ۱۳
حجه ۱- ميشک جو لوگ اللہ کی باتوں پر ایمان نہیں

کہتے ، اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکھ ہیں۔ اور ان میں حکم ہے۔

فَأَعْرِضْ عَنْ مَن تَوَلَّى ۖ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۚ فَمَا لَكَ بِمَقْصُودِكُمْ مِنَ الْعِلْمِ ۖ إِنَّ رَتَبَ هُوَ غَلَمٍ يَبِينُ ۚ هُتَّىٰ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ وَهُوَ غَلَمٌ مِّنْ أَهْتَدَىٰ ۝ سورة النجم ركوع ٢٤ باره ٢٤

توجہ۔ اب اپنی تور ان لوگوں سے ہٹا لیجئے جنہوں نے ہمارے ذکر سے ہٹالی ہے۔ اور انھیں صرف دُنیائی زندگی کی طلب ہے یہ ان کی مقدار کم ہے۔ بے شک آپ کا خدا ان لوگوں سے خوب واقف ہے۔ جو اس کی راہ سے بہک گئے ہیں۔ اور وہی ان لوگوں سے بھی واقف ہے۔ جو اس کی راہ پر ہیں مادیت کا غلبہ ان میں ایسی بلادت اور عبادت پیدا کر دیتا ہے۔ کہ غیر مادی چیزوں کے بارے میں ان کا داغ کام ہی نہیں کر سکتا۔ اور وہ ان چیزوں کو نکال کر دیتے ہیں۔

وَالَّذِينَ لَمْ يَخْلُقُوا مَا يُدْعَوْنَ لَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ دُعَاءَهُمْ هُمْ عَنْ أَلْسِنَتِهِمْ يَوْمَئِذٍ يَكْفُرُونَ

سودہ یوش رکوع عا پارہ علا
توجہ۔ جو لوگ ہم سے لے کر خواہش
نہیں رکھتے اور انھیں نے دنیاوی زندگی
کو پسند کر لیا ہے۔ اور اسی پر طعن ہوگئے
وہ ہماری آیتوں سے غافل ہوگئے ہیں۔
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْاٰخِرَةِ تَدْبُرُوْا فِیْ سُلٰطٰتِ
مُلْكِنَا ۚ اِنَّ اٰیٰتِہٖمُ لَکُمْ ۝

ترجمہ۔ بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم تک کر رہ گیا ہے۔ اور وہ اس کی طرف سے مشتبه ہیں۔ بلکہ وہ اس کی طرف سے اندھے ہیں۔

ایک چیز جو کفار سے مخصوص نہیں وہ قرآن کی آیات متشابہات سے اپنے اعتراض کے لئے استدلال کرنا اور لوگوں کو تحریف اور غلط تاویل سے گمراہ کرنا ہے جس کا سبب دلوں کی کجی اور بدعتی ہے۔

مَنْ لَيْسَ بِمُحْسِنٍ اَمْ الْكُفْرُ وَاحِدٌ مِثْلُهَا
اَمَّا الْوَيْلُ فَيُكْوَمُ بِهٖ رُفْعٌ فَيُكْوَمُ مِمَّا تَنْتَابُهُ بِمَدَّةِ
اِبْنَعْلَةَ الْعَنْتَةِ اَبَا بَعْلَةَ تَارُوْلِيْلَهٗ سوره الرحمن ١٠١
کچھ آیتیں حکایتیں ہیں جو اس کتاب میں اویں تشابہات ہیں۔
اس کے دوا میں بھی ہے وہ تشابہات کی فہم میں لگ جاتے ہیں۔
فہم کے لئے اور اس کی حقیقت جاننے کے لئے۔

تفسیر ماحدی

حضرت مولانا عبد المجید صاحب دہلی آبادی نے سالہا سال کی کاوش اور تحقیق سے قرآن پاک کا سلیس و سہاوی ترجمہ اور تفسیر لکھی ہے جو ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لئے آپ حیات سے کم نہیں علماء دین نے اس ترجمہ تفسیر کو بہت پسند کیا ہے اور اپنی آراء کا اظہار فرمایا کہ ”یہ ترجمہ اور تفسیر اپنے اندر ایک خاص شان اقبال رکھتا ہے“ نمونہ کے صفحے منت منگو اگر ملاحظہ فرمائیے

تاج کمپنی لمیٹڈ قرآن منزل پوسٹ ۵۳۰ کراچی

نظم

(از جناب صغیر احمد خاں صاحب و آثق فوقانی رامپوری)

دین ہے تیرا یہی مسلم یہی ایمان ہے حلت و حرمت کا واضح طور پر اعلان ہے
حق تو یہ ہے حق و باطل کا یہی فرقان ہے داستان زندگی کا اک یہی عنوان ہے

یاد ہر لمحہ رہے مسلم سبق قرآن کا

رحمت حق ہے یقیناً ہر ورق قرآن کا

اہل ایمان کے لئے حد شریعت ہے یہی اہل ایقان کے لئے اصل طریقت ہے یہی
اہل عرفان کے لئے عین حقیقت ہے یہی ہر مسلمان کے لئے اسباب رحمت ہے یہی

چاہتا ہے تُو جو سیدھی راہ تو قرآن پڑھ

ہے اگر تجھ کو خدائی چاہ تو قرآن پڑھ

تیرے دل میں ہے جو سرکار رسالت کی طلب اور اگر رکھتا ہے کچھ دل میں شفاعت کی طلب
خوف دوزخ کا ہے یاد دل میں ہے جنت کی طلب عرصہ محشر میں جو رکھتا ہے عزت کی طلب

زندگی بھر ہر عمل تیرا رہے قرآن پر

مرتے دم بھی خاتمہ بالخیبر ہو ایمان پر

صاحبِ سراں حضورِ رحمة اللعالمین سرورِ عور و ملائک موجدِ دینِ مبین
حکم ہے قرآن کا کہ اُتباعِ شاہِ دین آپ کی سنت سے جو ہٹ جائے وہ مسلم نہیں

چاہئے دل سے محبت سیدِ نشان کی

سیرتِ سالارِ دینِ تفسیر ہے قرآن کی

ملتی ہے گمراہ کو اس سے صراطِ مستقیم یہ عطا کرتا ہے ہر نادان کو عقلِ سلیم
اس کے جوتاج ہیں وہ پاتے ہیں فردوسِ نعیم اس کے عامل کو جلا سکتی نہیں نارِ جہیم

صرف اپنی ہی عبادت ہے قبول اللہ کو

بعدہ و آثق فضیلت ہے رسول اللہ کو

قرآن حکیم کی محبزانہ بلاغت

(از جناب محمد حفیظ اللہ صاحب کھلوی)

استدلال دور از کار دقیقہ سمیوں میں الجھ کر رہ گیا ہے۔ یہ ایک سلسلہ امر ہے کہ قرآن کریم کے تمام ارشادات کا محور و مرکز اس کا طریقہ استدلال ہے۔ اس کے بیانات - احکام و ہدائت - قصص و امثال - اس کے مواظ و حکم - اس کے مقاصد و مطالب اسی طریقہ استدلال میں پناہا ہیں۔ اور جب سے ہم نے اس طریقہ استدلال کو صحیح بنیادی اختیار ہے جو عام طور سے انہیں وہ اس طور سے سمجھنے کی کوشش ترک کر دی ہے۔ اور قرآنی مسائل کو دور از کار دقیقہ سمیوں میں الجھا دیا ہے۔ اُس وقت سے قرآن کے مقاصد کو سمجھنے کی پانی ہم سے گ ہوئی ہے۔ انہیں کلام کا طریق استدلال یہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ منطقی نظریات میں اپنے مطالب کو الجھا دیں۔ بلکہ وہ تذکر و تلقین اور حفظ و نصیحت کا ایک سادہ طریقہ اختیار کرتے تھے۔ جسے ہر داغ و جہاد طرے پالینا اور ہر دل اسے قدرتی طور سے قبول لیتا تھا۔ قرآن کی ساری عظمت اسی میں ہے کہ وہ ایک سادہ اور دلنشین پیرایہ لینے مطالب کو بیان کرتا ہے وہ ایک مختصر مگر جامع پیرایہ میں اپنے مقاصد کا اظہار کرتا ہے۔ اس کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے ہر شے یہی ایک شرط ہے کہ فہم و تدبر اور عقل و بصیرت سے کام لیا جائے۔ منطقی دلائل یا اپنی کسی مفروضہ راستے کو شارع قرآن نہ بنایا جائے۔ بلکہ اس کے بیان کردہ دلائل کو اسی طرح سمجھنے کی کوشش کرے جس طرح معیار کلام اور تاہین نے سمجھا تھا۔ قرآن کا مطالبہ بھی یہی ہے۔ جس کو وہ بار بار پھرانا ہے اور عقل و تفکر کی دعوت دیتا ہے۔ کہ

اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْفَرَقَانِ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَفْطَحْنَا (۲۴، ۲۵)

قرآن کریم نے بعض حقائق کو اس اختصار میں بیان کیا ہے کہ ہر شخص کو اس پر غور و فکر کیا جائے بحث و نظر کے کئی پہاں گوشے آشکارا ہوتے ہیں۔

مذہب اس نظریہ کے متفق کہ انسان کی تمام فکری اور عملی گراہیوں کا اصلی مرکزہ اس کی غلط اندیشی ہے کہ وہ اپنی راستے کو

قرآن حکیم اپنی وضع اپنے اسلوب بیان اپنے طریق استدلال - اپنے انداز خطاب غرض اپنی ہر بات میں دنیا کے خود ساختہ اور صناعی طریقوں کا پابند نہیں۔ اس لحاظ سے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ وہ اپنی ہر بات میں ہر نصیحت میں - ہر تذکرہ میں - اپنے ہر بیان میں - ایک مخصوص مگر سادہ اور قدرتی طریقہ رکھتا ہے۔ اور سچ پوچھتے تو یہی وہ بنیادی اختیار ہے جو عام طور سے انہیں وہ کلام (علیہم السلام) کے طریق ہدایت اور دعوت کو انسان کے ایجاد کردہ طریقوں سے ممتاز کرتا ہے۔

قرآن جب نازل ہوا تو اس کے مخاطب کا پہلا گردہ - عرب کے بادیہ نشینوں کی ایک ایسی قوم تھی - جو تمدن کے فیوض و برکات اور مذہب دنیا کے علم و ہنر سے بالکل بے بہرہ تھی۔ ان کا دماغ ابھی تک دنیا کے وطنی اور صناعی سازشوں میں نہ ڈھلا تھا۔ وہ فطرت کی سچی سچی حالت پر قائم تھے۔ جس کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ قرآنی احکام جس سادہ وضع میں نازل ہوئے تھے۔ ٹھیک ٹھیک ویسے ہی ان کے دلوں میں اُترتے گئے۔ اور ان کو قرآن کے تدبر و فہم میں کسی قسم کی ڈرواہا پیش نہیں آئیں۔ بعد میں قرآن کے اسلوب بیان کو پوری طرح سے سمجھنے میں جس قدر بھی دشواری پیش آئی وہ محض اس لئے تھیں کہ ہم و نصیحت میں استغراق میں فہم و تدبر سے غاری ہو گئے۔

قرآن کی بلاغت کا سلسلہ ہمارے دھندلے کے لئے اس قدر آسان و سہل ہے کہ اس سے سادہ تر اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی مگر یہ ہمارے دماغوں میں کیوں نہیں ساٹا؟ محض اس لئے کہ ہم و نصیحت کے خود ساختہ ترازو میں اس کی مجرمانہ بلاغت کا وزن کتنے کم ہیں۔ قرآن کا طریق استدلال کیوں ہم پر نمایاں نہیں ہوتا؟ اس لئے کہ ہم اس کے فلسفیانہ بحثوں میں الجھتے ہیں۔ اس کے تمام دلائل و براہین اس میں ڈھالیں۔ اس صورت حال کا سب سے زیادہ افسوسناک پلو یہ ہے کہ قرآن کی بلاغت اور طریقہ

ہر بات پر ترجیح دیتا ہے۔ یا تو وہ فہم و فراست سے اس قدر گورا ہو جاتا ہے کہ وہ ہر بات کو بے سوچے سمجھے مان لیتا ہے۔ اور ہر راہ پر آنکھیں بند کر کے چلتا رہتا ہے۔ یا پھر اپنی سوچہ بوجھ کو اس غلط طریقہ سے استعمال کرتا ہے کہ جہاں کوئی حقیقت اس کی شخصی سمجھ سے بالاتر ہوئی اُس نے فوراً جھٹلا دی۔ گویا حقیقت کے اثبات کے وجود کا سارا دار و مدار محض اس بات پر ہے کہ ایک خاص فرد کی سمجھ یا ادراک میں وہ سما سکتی ہے یا نہیں۔ دونوں حالتیں علم و بصیرت کے منافی ہیں۔ اور دونوں کا نتیجہ عقل و دانش سے محرومی اور عقلی ترقی کا نقصان ہے۔ عقل و بصیرت کا نقصان تو یہ ہے کہ حقیقت و حجاز میں امتیاز کیا جائے۔ اور کسی صداقت کو محض اس لئے نہ جھٹلا دیں کہ وہ ہماری فہم و فراست سے بالاتر ہے۔ عقل کا پہلا نقصان تو یہ ہے کہ ہم تو ہم پرستی اور جمل و کوری کو اپنے پاس نہ چھٹکتے دیں۔ اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ کفر و انجاد کو نافر کی جاتے۔ اب بلاطہ ذرا دیکھیں کہ قرآن حکیم اس انداز میں اور کس سادہ طریقہ سے اس نظریہ پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور کس خوبی اور خوش آسانی سے اپنی مجرمانہ بلاغت کا اظہار کرتا ہے۔

ارشاد ہے :-

بَلْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذْبًا وَكَلَّمَا بِالْحَقِّ تَأْوِيلُهُ (۱۱۰، ۱۱۱)

ترجمہ۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جس بات کو (مشرکین حق) اپنے علم سے احاطہ نہ کر سکے (اور جس بات کے نتائج ابھی ظہور میں نہیں آئے) اس کے جھٹلانے پر آمادہ ہو گئے۔

قرآن کا مجرمانہ اسلوب بیان دیکھیں کہ کس خوبی سے ایک ہی وقت میں ان دونوں نظریوں کی ذمہ داری ہے۔ یعنی اس نظریہ کی کہ فہم و بصیرت کے کوئی بات مان لی جائے اور اس نظریہ کی بھی کہ محض عدم ادراک کی بنا پر کسی بات کو جھٹلا دیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں پہلے ارشاد ہوگا ہے۔ وَمَا يَنْتَظِرُ الْكَافِرُ اِلَّا كَلْبًا رَاٰ اَنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِمْ مِنْ الْحَقِّ شَيْئًا (۳۶، ۳۷)

ترجمہ۔ افسانہ لوگوں میں زیادہ تر ایسے لوگ ہیں۔ جو صرف وہم و گمان کی باتوں پر چلتے ہیں۔ اور سچائی کو پہچاننے میں گمان کچھ کام نہیں دے سکتا۔ یعنی مشرکین حق، علم و بصیرت کی روشنی سے یکسر محروم ہیں۔ ان کے اعتقاد کی بنیاد محض ظن و گمان پر ہے۔ (۳۱) تشریح کی مذکور ہیں

ہے جس نے علمی ترقی کے لامحدود امکانات کا دواڑہ کھول دیا ہے۔ اور بہت سی نظام نامیں باتوں کو ایک امر واقع بنا دیا ہے؟ کہ کسی بات کے نہ سمجھنے سے انکار لازم نہیں آتا۔ اگر صاحبان علم و انکشاف نے بھی اس بات سے انکار کر دیا ہوتا تو کئی عقلی ترقی کے قدم یہاں تک پہنچ سکتے تھے؟ انسانی ترقی کے ہر دور میں بعض عجلت پسند اور جلد باز انسان بھی ہوتے ہیں جو محض اپنے عدم ادراک کی بنا پر کسی چیز کی صداقت سے انکار کر دیتے ہیں۔ مگر سائنس نے اس مخالفت اور انکار کی کوئی پروا نہیں کی۔ اور اس کا سفر برابر جاری رہا اور ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سفر تک نہک اور کہاں تک جاری رہے گا۔

نزدک قرآن کے بعد تین دور اسی بحث و نظر کے گزر چکے ہیں۔ جن میں عقلی دلائل کو تمام مذہبی مسائل کو حل کرنے کا معیار بنایا گیا۔

(۱) پہلا دور حکما و متکلمین اسلام کا جنہوں نے عقلی دلائل سے مذہبی عقائد کا اثبات کرنا چاہا۔ متکلمین کا یہ گروہ حکومت بنی امیہ کے آخری دور کی پیداوار تھا۔ اس عقلی دلائل سے کام لینے والے گروہ کو فرقہ متزلزل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(۲) دوسرا دور یورپ کے نشاۃ ثانیہ کا ہے جو صلیبی جنگوں کے بعد پندرہویں صدی عیسوی میں ظہور میں آیا۔ صلیبی جنگوں میں جب یورپ کے عیسائیوں کو مسلمانوں سے ملنے کا اتفاق ہوا اور ان کو قریب سے ملنے کا موقع ملا تو اثرات (باقی صفحہ 37)

ثابت ہوتی ہے کہ عقل ایسی چیز نہیں کہ جس کا پیمانہ سب انسانوں کے لئے یکساں ہو۔ اگر ایک چیز کا تم مفہوم نہیں سمجھ سکتے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ مسئلہ عقل انسان کے خلاف ہے۔ ممکن ہے کہ یہ تمہاری عقل کے بالاتر ہو۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کو تمہاری عقل احاطہ نہیں کر سکتی۔ تو کیا یہ فیصلہ کرنے میں تم حق بجانب ہو کر یہ باتیں سرے سے عقل کے خلاف ہیں۔ کیا سب افراد کی عقل یکساں ہوتی ہے؟ ایک شخص موٹی سی بات نہیں سمجھ سکتا۔ دوسرا باریک باریک سمجھنے میں خاص حد سے دوسرے عقل انسانی ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اور یہ عقل کا ہی فیصلہ ہے کہ حقیقت اس حد پر آخر تک نہیں ہو جاتی۔

کیونکہ یہاں تک عقل کا تعلق ہے۔ اس کی رہبری ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اس کے دائرہ عمل کے بعد ایک اور دائرہ بھی باقی رہ جاتا ہے۔ عقل کی کار فرمائی جیسی کچھ اور جتنی کچھ بھی ہے وہ محسوسات کے دائرہ میں محدود ہے۔ یعنی وہ صرف اسی حد تک کام دے سکتی ہے جس حد تک ہمارے حواس محسوسات ہم پہنچاتے ہیں۔ لیکن محسوسات کی سرحد کے آگے کیا ہے؟ یہاں پہنچ کر عقل یک قلم درماندہ اور عاجز ہو جاتی ہے۔ اس کی ہدایت میں کوئی روشنی نہیں دے سکتی۔ مَا أَوْزَعُ لِمَنْ عَلِمَ إِلَّا قَتِيلًا۔ آیت زیر تفسیر کے خطاب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن کریم نے چند الفاظ میں جو بات کہی ہے۔ وہ کس قدر دور رس نتائج کی حامل ہے۔ کوئی بات

آیت زیر بحث کے معنوں پر غور کیجئے۔ فرمایا۔ کہ جس چیز کا وہ اپنے علم و یقین سے امر نہ کر سکے اس کے جھٹلانے پر تیار ہو گئے اگرچہ نظارہ دو باتیں کہ نہ تو ظن و گمان کی بنا پر کسی بات کا یقین کرنا چاہئے۔ اور نہ محض ظن و گمان کے معیار پر نہ تو صداقت پر بھی جاسکتی ہے۔ اس معیار پر اس کر باطل قرار دیا جاسکتا ہے۔ جو اعتقاد بھی غلط کیا جائے اس کی بنیاد علم و بصیرت پر ہونی چاہئے اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ممکن ہی تھے کوئی چیز جھٹلائی تھی؟ یہی کہ ہم میں سے ایک شخص یہ دعوے کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ اور مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ بھلا ایک انسان کے لئے یہ معراج و کمال حاصل کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ پھر پھر اس ظن و گمان کی بنا پر معاذ اللہ حضور کو ساحر و کذاب کہنا شروع کر دیا اور پوری قوت سے آپ کی مخالفت پر گزرتا آئے۔ اسی طرح کفار عرب کا توں کی صداقت پر ایمان محض ظن و گمان کی بنا پر تھا۔ کسب علم و یقین کی بنا پر وہ یہ عجول حرکت کر سکتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ حالانکہ سچائی کی راہ یہ ہے کہ انسان جو کچھ کہے علم و بصیرت کی روشنی میں کرے۔ محض اٹکل بچہ پر نہ چلے اگر ایک شخص جس کو کفار مکہ بطور صادق و امین کے جانتے تھے۔ ایک بات کو پورے علم و یقین کے ساتھ پیش کر رہا ہے۔ اور جس قدر دلائل و براہین اس کے دعوے کی تحت و صداقت کے لئے پیش کر جاسکتے وہ سب موجود ہیں۔ تو پھر اس کو جھٹلانے کے لئے سوائے اندھے تعصب اور سوئے ظن کے اور کیا تھا؟ اس آیت کریمہ سے ایک اور بات بھی

ہرگز نہیں۔ حالانکہ سچائی کی راہ یہ ہے کہ انسان جو کچھ کہے علم و بصیرت کی روشنی میں کرے۔ محض اٹکل بچہ پر نہ چلے اگر ایک شخص جس کو کفار مکہ بطور صادق و امین کے جانتے تھے۔ تو پھر اس کو جھٹلانے کے لئے سوائے اندھے تعصب اور سوئے ظن کے اور کیا تھا؟ اس آیت کریمہ سے ایک اور بات بھی

۴۷۰۶

ریڈی میڈ کپڑوں کے لئے

ایچ ایم چپ اینڈ سنز

ٹیلرز اینڈ ڈرائیڈرز

۱۴۹- انارکلی - ۴۵ وی مال لاہور

تشریف لاویں

خالص سی گھی کی لذتیں اور تازہ مٹائیوں کا دھندلکا

لاہور کی مشہور ترین دکان

۱۹۲۷ء

بحالند ہرمونی چور ہاؤس

۱۶ گینٹ دروازہ انارکلی لاہور

قرآن اور ہم

(احسان اب مولانا جمیل احمد صاحب مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لکھی)

دُنیا بھر میں صرف مسلمانوں کو ہی یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہے کہ ان کے پاس اللہ کی کتاب اس شان سے موجود ہے کہ جس کا حرف حروف یقینی ہے۔ دوسروں کے پاس یا تو خدائی کتاب ہی نہیں۔ مذہب نام سے ایک ڈھونگ ہی ڈھونگ ہے یا برائے نام ہے تو چند لوگوں کے لئے ہوتے ترجمے جن کی اصل نایاب اور یہ معلوم کرنا ناممکن ہے کہ ترجمہ صحیح بھی ہے یا نہیں اور صحیح ہے تو کون سا نسخہ ہے پھر خدائی کتاب کا ترجمہ انسان سے ہونا ہی محال ہے۔ اگر صحیح بھی مل جائے تو اس کو خدائی کتاب نہیں کہا جاسکتا۔ حالانکہ اس لئے کہ الفاظ مضامین کی ادائیگی کا کہہ ہیں۔ خدائی ایک ایک لفظ ایک ایک حرف بلکہ ایک ایک لفظ اپنے اندر بہت بہت معانی کو لئے ہوتا ہے۔ اور ترجمہ کا مطلب یہ ہے کہ ان تمام معانی کا احاطہ کر دینا اپنی زبان کا لفظ خدائی لفظ کی جگہ رکھ دیا جائے۔ نہ انسان کا علم خدا کی برابر نہ انسان کی قدرت خدا کی برابر، نہ ہر انسان کو ان تمام معانی کا علم نہ ایسا کوئی لفظ انسان کی قدرت میں ہے جو ان تمام معانی کا احاطہ کر سکے۔ اس لئے انسان سے الفاظ الہی کا ترجمہ ہی ممکن نہیں، ہاں بہت بہت احتمالات و معانی میں سے ایک ایک لے کر اس کے مقابل اپنی زبان کا لفظ رکھ دینا مجازاً برائے نام ترجمہ اور حقیقت میں الفاظ خداوندی کی اپنے ناقص علم کے مطابق ایک مختصر تشریح کہلا سکتی ہے، اور دُنیا جانتی ہے کہ اصل اور پیر ہے اور تشریح اور چیز؛ اب اگر کسی خدائی کتاب کی ہل موجود نہ ہو اور یہ مختصر تشریحات جن کا نام ترجمہ رکھ دیا گیا ہے ملتی ہوں تو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ خدائی کلام ہو سکتا ہے۔ سوائے دھوکہ اور پردہ پوشی کے اس کی کوئی حقیقت نہیں بن سکتی۔ بلکہ یہ تشریحات بھی غیر میں سے ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہوں گی جن کو خدائی کتاب تو کیا دینی بات بھی کہنا مشکل ہے۔ تشریحات کے معتبر ہونے کا فقر بھی صرف مسلمانوں

ہی کو حاصل ہے۔ کہ ان کی خدائی کتاب کی تشریحات حضرت نبی سے معتبر سندوں سے ثابت ہیں۔

اول تو سوائے قرآن شریف کے کسی مذہب کی بنیاد یعنی کتاب الہی کی آج پہل ہی نہیں ملتی، اگر کوئی شخص کسی کتاب کے متعلق دعوئے بھی کر دے تو اس کا ثبوت یقینی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہزاروں برس کے بعد آج کسی ایسی کتاب کے متعلق جس سے دُنیا قطعاً نا آشنا ہے یہ دعوئے ہوگا تو بالکل بلا سند اور قطعاً ناقابل قبول ہوگا۔ پھر کسی لفظ پر بھی اطمینان نہیں ہو سکتا کہ اصل کیا ہے تبدیلی کیا۔

کسی کتاب کے کتاب الہی ثابت ہونے کے لئے کئی باتوں کی ضرورت ہے۔ اس پر نازل ہوئی ہے وہ نبی محتاج یا نہیں اور اس کی ثبوت پر کیا دلیلیں ہیں اس کتاب نازل ہوئی ہے اس نازل کے واقعات کو اس شخص کے علاوہ امیوں نے بھی جو اس زمانہ میں موجود تھے کچھ نہ کچھ اتار لیا۔ دیکھا یا نہیں ہے اس وقت کے لوگوں میں نے اس کو کتاب الہی تسلیم کیا یا نہیں اور پھر ہر ہر بات کی سند کیا ہے اور وہ سند کیسی ہے۔ یقینی ہو سکتی ہے یا نہیں اور دُنیا جانتی کہ نقل کے واسطے یقینی دلیل صرف ایک دلیل ہوتی ہے کہ ابتدا سے زمانہ سے لے کر آج تک اس کے نقل و بیان کرنے والے ایسی کثیر تعداد میں ہوں کہ عقل ان کے جھوٹ پر مبن ہونے کو محال سمجھتی ہوئے پھر اس کتاب کا حرف حرف بے کم و کاست اول سے آج تک دیئے ہی اور اسی قدر نقل کے ساتھ محفوظ آ رہا ہو ہے اور جب تک دُنیا میں کاغذ اور تحریر کا دواغ نہ تھا کہ مسموع کہ اس وقت تک تو اتنے لوگ مومن زبانی حرفِ حق یاد رکھنے والے ہوں کہ سمرقند تئیر و تہذیب نہ ہوا ہو۔ پھر بعد میں صرف تحریر پر مداد نہ ہو کہ ممکن ہے جس کے پاس وہ تحریر موجود ہو اس نے کوئی رد و بدل کر دیا وہ عدا پھر تحریریں بھی اول سے جب سے شروع ہوئی ہوں۔ اس قدر تعدادیں ہوں

کہ کوئی عقل ان کو غلط سمجھتے یا رد و بدل کیا ہو تسلیم نہ کر سکے۔ علا پھر جس پر نازل ہوا ہو اسی سے اس کی ہر تشریح و کیفیت معتبر ذرائع سے ثابت ہو۔

یہ اس قدر پختہ ثبوت ہو تو اس وقت وہ کتاب کتاب الہی ثابت ہو سکتی ہے۔ اب آپ خود انصاف سے غور کر کے دیکھ لیں کہ کیا آج ساری دُنیا میں سوائے ایک قرآن مجید کے کوئی اور خدائی کتاب کہیں ایسی موجود ہے جس کو عقل و انصاف والا اس پختہ ثبوت کی کسوٹی پر پرکھ کر خدائی کتاب اور اس سے متعلق مذہب کو خدائی مذہب کہہ سکے بجز اس کے کہ خود قرآن مجید نے جس کے متعلق جتنا بتایا ہے وہ اس کا ثبوت ہے لہذا اگر کسی کتاب کے نام کے نفس کتاب الہی کا نام ہونے کا بھی کوئی ثبوت ہے تو وہ بھی مسلمانوں کے پاس نہیں۔ دوسرا کوئی اس نام کی کتاب کو کتاب الہی ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔

ساری دُنیا میں یہ نعمت عظمیٰ صرف اور صرف مسلمانوں کو ہی حاصل ہے۔ کہ ہر زمانہ میں اول سے لے کر آج تک ایک سیکڑوں ہزار بلکہ لاکھوں اور کروڑوں وہ حافظ رہے ہیں کہ حرف تو حرف لفظ لفظ اور نیز ہر جز اس قدر محفوظ کہ سارے عالم میں اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ آج کوئی لکھنے چھاپنے والا ذرا بھی بھول چوک کر جاتا ہے تو اتنے حافظ اس کا بھیچا لیتے ہیں کہ جان چھڑاؤ مشکل ہو جاتا ہے۔ بلکہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پختہ ثبوت و سند سے اس کی تشریحات و تفصیلات اور پھر ہر ہر جز کے لئے یوں فن کے فن بنا دیئے ہیں۔ منفرد لفظ کے لئے مادہ کے لئے علم لغت اور صورت کے لئے علم صرف و بابی ربط قریب اشکل کے لئے علم الاشتقاق مرکبات کے باہمی تعلق کے لئے علم نحو و دالالت پر مبنی کے لغات کے لئے معانی و بیان عدلی جتنے کے لئے علم بدیع معانی اخذ کرنے کے لئے اصول فقر مسائل ماخوذہ کے لئے علم عقائد و فقر و تقوید طرز استدلال کے لئے منطق رفع شبہات کے لئے فلسفہ تشریحات کے لئے علم تفسیر تفصیلات کے لئے علم حدیث مع علوم متعلقہ اس لئے اس لئے گزرنے زمانہ میں بھی آج سارے عالم میں اس باب میں کوئی شخص ان سے کہہ سکتا ہے والا نہیں ہے، یوں حیا و غیرت کو لالائے طاق رکھ کر چھوڑا دے کر دینا انصاف کا خون کرنا، عقل والوں کو

دیوان بنانا اور ساری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔ لَذَّيْبُ (ذال الذیبت) عہدہ اللہ الاسلام (ریشک دین تو خدا کے نزدیک اسلام ہی ہے) اور وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ز اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دین مانگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔ اب دنا ہم میں سے ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ کر اس زمانہ میں ایسی عظیم الشان اور کیسا نعمت کی کیا قدر کی ہے۔ اور اس قدر شناسی کے اہم ترین فرض کی ادائیگی میں کتنا حصہ لیا ہے۔ اور اپنے دل و دماغ سے جسم و جان سے اولاد اقربا سے، عزت و جاہ سے، دولت و ثروت سے کتنی حق شناسی کی ہے۔

علا کی پیشی سے بچانے کے لئے ہم نے خود یا بذریعہ اولاد و اعزاء احباب اس کے لفظ لفظ کو محفوظ کرنے میں کیا کوشش کی ہے۔ حفظ قرآن کا کتنا کام کیا۔ کتنے مدرسے قائم کرائے، کتنے آدمی اس میں لگائے۔ کتنی امداد اس کے لئے منظور کیں، کتنے قدم اس کے لئے اٹھائے، کتنے لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی۔

علا قرآن شریف کے مضامین و احکام سے تشریحات نبویہ و نابینیں بھی کس کس نے کتنا کتنا حاصل کئے اور اس کے لئے انتظام کیا۔ اگر کتنے کو معتبر اہل علم و اہل حق کے ذریعے کس نے کئے اور گمراہ لوگوں کے ہاتھ کتنے کئے۔

علا یورپ سے متاثر ہونے والے طبقہ نے جو تحریفات معنوی کر کے یورپی نظریات کو خدائی احکام بنانے کی کوششیں جاری رکھی ہیں۔ ہم نے قرآن کی حفاظت کے لئے ان کا کیا تدارک کیا، کون ادارہ قائم کیا۔ اور کس طرح ان دوست نما دشمنوں کے حیلوں سے قرآنی احکام کی حفاظت کی اور کہاں تک یورپ کے اور دوسرے کفار کے اثرات سے مسلمانوں کو بچانے اور اثر کی مکافات کے ادارے قائم کئے۔

علا قرآن مجید کے اشارات اور کنایات اور اجمالوں کی تفصیلات حدیث شریف اجماع امت اور فقہ سے حاصل شدہ احکامات کے درس تدریس میں ہم نے کیا حصہ لیا۔ اس کے حقیقی اور کل احکام کی اشاعت اور تحصیل میں کیا کیا کوششیں کیں، اور اپنی مادری زبان میں ان کی کتنی درسگاہیں قائم کر کے مسلمانوں کو بیکار پختہ مسلمان اور خود اور سب کو قرآنی رنگ میں رنگنے کی

سعی کی، کتنے شبینہ مدرسہ بنائے کتنوں کو دین سکھایا۔

علا ہم نے اپنی پوری زندگی کو اس سرمایہ ہدایت کے کس قدر مطابق بنایا اور اس مطابقت کی سہولت کے لئے کسی اُستاد یعنی سچے پیر کی دستگیری حاصل کی اور کتنے لوگوں کو اس راہ پر چلنے کی دعوت دی۔ علا جس طرح قرآن شریف کے حرف حرف کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا تھا ہم میں سے کتنوں نے اس کے حاصل کرنے اور دوسروں کو حاصل کرنے کی تدبیریں کیں یعنی صحیح تجمیع و قرأت کے مدرسے قائم کئے۔ اور حاصل کی۔

علا قرآن شریف کو پوری طرح حل کرنے اور لفظ لفظ کے تلفظ و معانی کو دلالت سے سمجھنے اور سمجھا کئے تحریفات کا قطع کر کے اور علوم متعلقہ میں ہدایت پیدا کرنے کے لئے کس کس نے اپنی جان اپنی اولاد اپنے اعزاء و احباب پیش کئے کتنے اس کے اہل بنے یا بنائے، کتنے ایسے درس نظامی کے مدرسے قائم کرائے یا چلائے یا کم از کم ان کی امدادیں ہی کیں۔ اسکولوں اور کالجوں میں تو اولاد بھی کر کوئی اللہ کا بندہ ایسا بھی ہے جس نے کم سے کم ایک بچہ کو دین و قرآن کے لئے وقف کر دیا ہو اور اسی طرح کتنے

ادارے اس کے احکام کو مسل و غیر مسل تک پہنچانے والے بنائے یعنی تبلیغی ادارے۔ کیا ایسی عظیم المرتبت، بے مثال اہمیت کی یہ قدر ہوتی ہے، کیا ہم ہی وہ مسلمان ہیں جن کو یہ نعمت عظیم عطا فرمائی گئی ہے۔ مگر ہم نے اس کو بائبل پس پشت ڈال رکھا ہے، کیا ہم اس کے مستحق نہیں کہ ہم پر اس ناقدر دانی کا وبال، اس کی کس پرہیزی کا عذاب اور اس کی گستاخی کی سزا نہیں نازل نہ کی جائیں۔ اے اللہ ہماری آنکھیں کھول دے اور اپنے کلام کی قدر دانی کے ساقی شہبوں کی خدمت کی ہمیں توفیق دیدے۔

کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ فرض شناس ہو کر اپنی اولاد میں سے کم از کم ایک کو تو ضرور اس کتاب الہی کی حفاظت و اشاعت کے کسی ایک شعبہ کے لئے وقف کر دیں اگر قیامت میں ہم سے باز پرس کی گئی کہ اس قدر زبردست نعمت دے کر تم کو تمام عالم سے امتیاز بخشا گیا تھا تم نے اس نعمت کا شکر اس کی ہدایت پر عمل، اس کی حفاظت و اشاعت کی کوششیں میں اپنی اولاد کو لگایا کچھ وقت صرف کیا اور کچھ جان مال سے اعانت کی تو سوچ لیں ہمارے پاس کیا جواب ہے۔

شمارہ ۲۸۵۱

آرکائیو SHABROLL

دلوں اور قلوب

سرگول دجوس $\frac{1}{4}$ تا $\frac{3}{4}$ ہر ماہ، چتر ہر ماہ۔

$\frac{1}{2} \times \frac{1}{2}$ تا $\frac{3}{4} \times \frac{1}{2}$ ، اکیل آٹن $\frac{1}{4} \times \frac{1}{4}$ تا $\frac{1}{2} \times \frac{1}{4}$

د دیگر ماہ۔

بلیک ہپس

ایم شہیر احمد اینڈ براڈرز — بادام، ناغ — لاہور

نعمت اللہ بن لاہور
وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَخَسَفَ عَلَيْهِ الْقَصْفُ وَكَانَ غَضَبُهُ مُبْتَلًى
عَلَى الْكَافِرِينَ وَفِي بَعْضِ الْقُرْآنِ الْمَثَلُونَ

(اسے زین اپنے اگلے ہونے پانی کو نکل جا۔
اسے آسمان پر پھینک دے تم جا۔ اور سطح زمین
سے سکھا دیا گیا پانی گرا ہو چکا ارشاد خداوندی
جو دہی ہمارے پرستی شہر گئی۔ اور قوم ظالمین
جو حق میں ہلاکت و غرقابی کے بعد گرفت
کا عمل کیا گیا۔)

ملاحظہ ہو کہ فرق اور آپ کے ساتھیوں
نے قدرت الہی کے ہولناک اور دہشت خیز
طوفان کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا اور
زین کو حکم پر دروگاہ سے خشک ہونے بھی
مشاہدہ کیا۔ ان مشاہدات میں مردانِ حق و سچ
کے لئے کس قدر ہدایت و رشد کے پیغامات
ہیں۔ سچ ہے۔ جس حکم الحاکمین کے حکم سے
خشک زمین پر فلک یوں سیلاب آن دہد
میں بچا ہو سکتا ہے۔ اور پھر ایک ہی لمحے
میں پہاڑوں جیسی طوفانی لہریں زمین کی آغوش
میں ہمیشہ ہمیش کے لئے سر چھپا کر سو
جاتی ہیں۔ انسان کا فرض ہے۔ کہ اسی
قادر مطلق کے احکام کی تعمیل میں اپنی
گردن چھپائے رکھے۔

انہی مندرجہ بالا واقعات کی کڑیایں
ہزاروں کی تعداد میں قرآن پاک کی مبارک
سطحوں میں ملتی ہیں۔ دور کیوں بچائیں۔
سرزمین کد پر ابرہہ کا حملہ ملاحظہ ہو۔
یہ کبھی ابرہہ ہے۔ جس نے ابراہیمؑ
جنتی مگر سادہ کپے کے مقابلے میں ایک
نہایت مزین مصنوعی کپہ بنایا تھا اور پھر
مکمل سے بھانے پر کعبۃ اللہ کو منہدم
کرنے کے ارادے سے کد معمر میں داخل
ہو گیا تھا۔ اس وقت کعبۃ اللہ کے مندریٰ عظم
جناب عبدالطلبؐ پڑ رسول باطن نے لوگوں
کے لئے کہا۔ کہ مکہ والو! تم اپنے مال اور
جان کی حفاظت کرو۔ کعبے والا اپنے گھر
کی خود ہی حفاظت کر لے گا۔ لہذا ابرہہ
کے ہاتھوں کی ہلاکت کے لئے قرآن عزیز
کی شہادت سنئے۔ اَللّٰهُ تَرَكِبْتَ كَعْلَ رَكِبْتَ
بِاخْتِطَابِ الْفِيلِ (اسے میرے پروردگار نعمت
مجربہ! کیا تو نے نہیں دیکھا۔ کہ ابرہہ کے
ہاتھوں کا کشتہ ہوا؟ اَللّٰهُ فَيَضَعُ كَيْفَ هُمْ فِي
فَضْلِيَّتِ۔ کیا تیرے پروردگار نے ہتھوں
کی یورش کے قدر لکھ کر تباہ و برباد نہیں
کر دیا۔ وَ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ طُيُورًا بِمَا
يَزْمِيهِمْ حِجَابًا وَ تَمِيْنًا مَّقِيْلًا۔ میرے
محبوب ہم نے ہاتھوں کی ہلاکت کے لئے
چھوٹے چھوٹے پرندوں کو بھیجا جو ہماری

ہدایت اور ٹریننگ کے مطابق ظالموں کو روکوں
پر تاک تاک کر نکلیں۔ چھوٹے چھوٹے
تکھنوں کے ساتھ ہیں اس مداخلت کا نتیجہ
یہ ہوا۔ کہ بد نصیب احمد آدروں کے لاشوں
تک کو اس طرح کھلا گیا۔ جیسے کھایا ہوا
تکس ہوتا ہے۔ یہ واقعہ جو اپنی غفلتوں اور
جلاوتوں کے لحاظ سے بیخبر ہے۔ سیلابی
کی پیدائش سے تقریباً پچاس دن پہلے
واقعہ پیر ہوا تھا۔

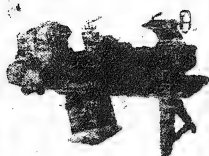
اس مضمون کی تائید میں سورہ کہف
کی یہ سطور ہمارے سامنے آتی ہیں۔
وَقَدْ رَٰهُمْ اَيُّهَا اَيُّهَا رُكُوْدًا وَ كَيْفَ
ذَاتُ الْكَيْفِ ذَوَاتُ الشَّعَالِ وَ كَيْفَ
بِاسِطٍ وَ رَاكِبِيْنَ بِالْوَحْيِ اِنْ رَٰهُمْ رَاكِبِيْنَ
دِكْنَةً وَاَنْصَابٍ كَمَفُوتٍ قُوْبِيْمَا مَحْمُوتَا
ہے۔ حالانکہ وہ سو رہے ہیں۔ اور غار میں
ہم ان کو اپنی قدرت کاملہ سے دہشت
اور باطنی کد میں گلاتے ہیں۔ اور ان کا
دفا رگتا اس غار کی چوٹ پر بازو
پسارے پڑا ہے اور اگر تو بھانک کر
ان کو دیکھنا چاہے تو لازماً پیٹھ پھیر کر
بھاگے گا۔ اور ان کی دہشت کے تیرا
دل مرعوب ہو جائے۔ اور اسی قدرت کی
کے انوار میدان بدر میں وَ هَا رَمِيْتِ اِذْ
رَمِيْتِ وَ لَكِنَّ اللّٰهَ رَحِيْ كُ تَرَامِيْ كَرْتِ
ہونے نظر آتے ہیں۔ عرضیدہ قرآن مجید کا
مطالعہ کرنے والوں پر یہ امر روز روشن
کی طرح واضح ہے کہ قرآن پاک کا ہر امر۔
پھر نہی۔ ہر قصہ۔ ہر مثال اور ہر واقعہ
قلوب و ارواح کے انقلابات کے لئے
کوشش دہیں دل سے کشد۔ کہ با ایضا است
کا حکم رکھتا ہے۔ مگر

تہذیبستان قسمت راجہ سودا و ہیرہ کامل
کہ خضر از آب حواں تشنہ آد سکندرا
کاش دنیا کے متوالے۔ اس گمان ہوا
جواہرات کے خزانے سے اکاگی حاصل کریں۔
کاش دنیا کے مادہ پرست۔ الاماد و ذنہ
کے پرچارک۔ فلسفیانہ موشگافیوں کے دلداز
انسان۔ ثبلیت کے موجد۔ بدھ کے مجاہد
بیشے کال مارکس اور برکے کی مجددانہ
ترنگوں کے عقیدت کیش اور ہمارے بھائی
مسلمان دھرمیت سے خرب خوردہ ارباب
علوت مسلمان، قرآن حکیم کی قدرتی تینامات
سے بہرہ اندوز ہونے کی رحمت گوارا کریں
تاکہ دستور و آئین کے لئے غیروں کی
دروہ گری کرنے کی ذلت سے بچ جائیں۔
اور اپنی چند روزہ زندگی کے لحاظ کو اس

کتاب ہدایت کے تالک کہ دیں۔ جس کے
صلے میں ان کو حیاتِ ابدی کی بہار جاوید
حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر یاد رہے۔ اس
مبارک درسِ ہدی کی مخرج کے لئے
احادیثِ خیر الانام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کو ہمیشہ کے لئے پیش نظر رکھا جائے تو
کچھ عجیب نہیں کہ حیاتِ طیبہ حاصل ہو جائے۔
اور مشامِ جان اس قدر لطیف ہو جائیں
کہ فردوسِ بریں کی خوشبو محسوس ہونے لگے۔
اور دم واپس گوشِ دل میں کوئی کہہ رہا
ہو۔ يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اذْخَرِيْ
رَٰلِيْ كَرَامَتِيْ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۚ فَادْخُلِيْ فِيْ
عِلْدَنِيْ ۚ وَ اَدْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۚ اِنَّ لِّيْ لَمَنْ شِئْتُ
قُوًّا اِنِّيْ رَبُّ الْكَوْنِ اِسْمٰرَتِ کے ساتھ اس
کے منشا کے مطابق لوٹ جا اور میری عبادت
کرنے والے بندوں میں شامل ہو کر جنت
میں عیش و دام حاصل کر۔

آنکارا دہا ہے۔ کہ پروردگار عالم
اپنے طعنے عیم سے ہم گنہگار کو دین
کے صحیح خادموں کا خادم بننے کی توفیق
عطا فرمائے۔ آمین یا االہ العالمین۔

۲۲۸۶
ملیک کام۔ نور خداداد
کوہ نور خداداد (برطانیہ)
سائو خداداد ۱۰، ۱۸، ۲۵ فٹ
تیار کردہ۔ نور انجمن رنگ و سب
۹۲ ریلوے روڈ، لاہور پاکستان



برہم سوٹ کپس۔ اٹلی کپس۔ برلین
ہینڈ بیگ۔ دو دیگر سامان کیڈس اور لہور
گڈس۔ شلوک ویرچون خریدنے کے لئے
ہمدانی خداداد حاصل کریں
عالمگیر صاؤس لاہور
شاہ عالم مارکیٹ۔ گلاب منزل

قرآن مجید غیر مسلموں کی نظر میں

از جناب خواجہ نذیر احمد صاحب چھوٹا نگر (جھک)

دیدہ گور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
آنکھوں والا ترے جون کا تماشا دیکھے
ڈاکٹر مونس فرانسسیسی | یہ کتاب (قرآن)
پر فائق ہے۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت
کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں
تیار کی ہیں۔ ان میں سے بہترین کتاب ہے
اس کے فتنے انسان کی خیر و صلاح کے لئے
فلاسفہ یونان کے لغویں سے کہیں اونچے
ہیں۔ خدا کی عظمت سے اس
کا حرف حرف لہریز ہے۔ قرآن علم کے
لئے ایک علمی کتاب۔ شائقین علم لغت
کے لئے ذخیرہ لغات۔ شعرا کے لئے عروض
کا مجموعہ۔ اور شراعت و قوانین کا عام
انشائیہ پیرا ہے۔ مسلمانوں کو اس کتاب

کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی
ضرورت نہیں۔ اس کی فصاحت و بلاغت
انہیں سارے جہان کی فصاحت و بلاغت
سے بے نیاز کئے ہوئے ہے۔ یہ واقعی
بات ہے۔ اور اس کی واقفیت کی سب
سے بڑی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے
انشا پردازوں اور شاعروں کے سراسر
کتاب کے آگے ٹھک جاتے ہیں۔ اس
کے مجاہد ہیں جو روز بروز نئے نئے
نکلتے رہتے ہیں۔ اور اس کے اسرار ہیں
جو کبھی ختم نہیں ہوتے۔

(لاہور)

ایک سچی نامہ نگار اخبار مسلمان جب
وطن مصر۔ منقول از تاریخ قرآن و حدیث
الحدیث ص ۲۲ میں غور کرینگے

تو اپنی ہر دینی و دنیوی ضرورت کا علاج
اس میں پائیں گے۔
پر کچھ آف اسلام میرا کیا منہ ہے کہ
ڈاکٹر آرنلڈ
متفق کچھ لکھ سکوں۔ یہ کام ایک
متبحر فاضل محدث و معیار کا ہے۔ اس قسم
کی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ کہ قرآن مجید
سے کس کس طرح کن کن علوم کا استنباط
کیا جاتا ہے۔ اور کون کون علوم محمود ہیں۔
میری تحقیقات و معلومات اس معاملہ میں
بمزا صفر کے ہیں۔ بطور نمونہ آشارۃ چند
علوم کا ذکر کرتا ہوں۔

علم حساب۔ اس علم کے اصول میں دو
چیزیں ہیں۔ عدد صحیح،
عدد مکسر۔

جو عدد صحیح ہیں۔ وہ حساب میں یا
جمع کی صورت میں ہیں۔ یا تفریق کی یا ضرب
یا تقسیم یا تصفیہ کی صورت میں باقی
قواعد انہیں کی فروع ہیں۔
تفریق۔ حاش مشہد کف سکتہ را کہ
تقسیم۔ حاشین عاملاً۔ ان میں ذمہ

رہا پچاس کہ ایک ہزار برس
میں الٰہیٰ بن بنی قوت احوالہم
ضرب۔ فی سبب اللہ مکش حبیبہ
تقسیم۔ میں خط الٰہی بن

علم تعبیر روایا
نفس صدق اللہ رسولہ الرؤیا۔ الخ

علم بدیع صنعت مراعاة النظیر
الشئس والقمہ حسنات۔

خوشخبری

سال ہجر کے انتظار کے بعد رمضان المبارک کا مقدس مہینہ آ رہا ہے۔
نوش قسمت ہوں گے وہ بھائی اور بہنیں جو اس مقدس مہینہ میں روزے رکھیں گے۔ نمازیں
پڑھیں گے۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں گے۔
تاج کمپنی ملٹیٹ نے ماہ رمضان المبارک کی آمد کی خوشی میں اپنے یہاں کے مطبوعہ چند
خاص تر آؤں اور جماعتوں کے ہمدوں میں بے انتہا محنت کئے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ رعایت
یکم مارچ سے شروع ہو کر ماہ رمضان المبارک کے آخری روزے تک جاری رہے گی۔
آپ تاج کمپنی ملٹیٹ کو بھی کہ نام ایک خط بیج کر ان تر آؤں اور جماعتوں کو نوٹوں کا ایک
ایک ورق مفت منگوا لیجئے جو تاج کمپنی نے ماہ رمضان المبارک کے لئے نکالئی ہے یہ پڑھنے تحریر
کئے میں ان نوٹوں کا مستفاد کر ان میں جو قرآن پاک آپ مناسب خیال فرمائیں منگائیجئے میری دیکھے آج
ہی اس اشتہار کا حوالہ دے کر خط لکھئے اور نوٹ مفت منگوا لیجئے۔

عنایت اللہ۔ مہینگی۔ اینٹ
تاج کمپنی ملٹیٹ۔ قرآن منزل پوسٹ بکس۔ لاہور



عکس یخرج من الحي من الميت
وَيَخْرُجُ الْمَيِّتُ مِنَ الْحَيِّ
عِلْمُ عَرُوضٍ بِحَرَمِ
(فَاعْلَوْتَن فَاَعْلَوْتَن فَاَعْلَوْتَن)

بحر متقارب رَفَعْنِ فَعْلَن فَعْلُونِ
وَيَعْلُوْنَ فَعْلًا مِنْ حَيْثُ لَا يَحْسَبُونَ
عِلْمُ الْإِمْتِثَالِ إِنَّ أَوْهَنَ الْيُسُوفِ
كَبِيْرَتُ الْفُكْكَوْتِ

علم القیافہ فَادَا جَاءَهُ الْوُفَى لَا يَحْكُمُ
فِي عَرَضٍ ذُو الْإِلَافِ
عِلْمُ الصَّرْفِ اِی اَصْلِ دَس ہے۔ جب کسی
حرف ایک صورت کے جمع ہوں تو تخفیفاً
ایک کو بدلنا کسی دوسرے حرف سے مثلاً
حرف ابدال کے بہتر ہوتا ہے۔ لہذا ایک
سین کو الف سے بدلا۔

علم الرجال قَالُوا تَحْذَرُ اللَّهُ وَكُنَّا
مَا كُنْهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمِهِ وَلَا
لِذِيَاءِ عِلْمِهِ
عِلْمُ اخْلَاقِ وَالْإِحْسَانِ هَلْ جَزَاءُ
الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

باقی علوم سیاست مدن - تفسیر منزل
جغرافیہ، تاریخ، نجوم وغیرہ سب موجود
ہیں۔ اخلاق و تاریخ بہت زیادہ ہے
اور اخلاق کی ہر طرح مکمل تعلیم ہے
اخلاق احکام جو قرآن میں ہیں اپنی جگہ
پر کامل ہیں۔

و اکثر فرک موثر جرمی قرآن کی عبارت
وَأَكْثَرُ فَرْكَ مُوْتَرِ جَرْمِي حَدِثٌ صَاحِبٌ وَصِيغٌ
اور مضامین عالی و لطیف ہیں۔ یہ معلوم
ہوتا ہے کہ کوئی امین ناصح نصیحت کر لیتے
لائیے آف محمد سرور ولیم میور اسلام اس
غیر کر سکتے کہ اس میں پرہیزگاری کا
ایسا درجہ موجود ہے۔ جو کسی مذہب
میں نہیں پایا جاتا۔

موسیو او جس کلوفل دنیا کی مذہبی و ملکی
اور تمدنی ہدایتوں
کے لئے کافی ہے۔ ہم جہان ہیں کہ
ایسا عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام
کس طرح قائم کیا گیا۔

پروڈر وگار عالم
شرح دھرم شاستر نے ان کو
مصنفہ لاء ریج نامتہ
(مسلمانوں کو)

کوئی مرض علاج نہیں
درما کا لکھنا کسی دوائی تو دلزل دق
پرائی جوش البیرو زبانیس، نفاش
بیاد خون اور تیرسم کی مراد نہ، زمانہ
اسراض کا مکمل علاج کرنا
بقان حکیم حافظ عطیہ الملکی دوا لاہور

مفت گلاب لطف زنگی
جس میں سدا تندرست طاقت و رہنمائی
کے پر شہید راز درج ہیں۔
آج ہی نظر کریں
پتہ ایم ڈی، اینڈ چمنی جیٹروڈ
نزد میاں چنوں ضلع لٹمان
الہ آباد

نور پاؤدر ہاتھوں کی صفائی پر
دانتوں اور سرور ہوں کو
کچھ کر پینٹ کے معنیو بناتا ہے۔
ڈاکٹر غلام نبی احاطہ باقی شاہ دارنہ آباد لاہور

اعلان مرکز شہ الزوالہ
مدار قادر تعلیم القرآن کا اجرا
فیہ حضرات اور متعلمین علمین
اساتذہ علمیہ اور عامۃ الناس عمومی اساتذہ علمہ کہ دن
کار میں صحت کے لئے روٹیناں مل کرین خط ایسی ہی ہوتی ہے
بیتا ناظم محمد لارہیم سرمد آباد لاہور کے نابغہ روزگار لارہ

دوا تاثیر انشاء خیر المدارس کی
مفت غلام سیدان بنیو محمد امت حضرت خانواری جو کہ
عکس و مراد کی جہد بجاویں کے لئے بہترین دوا ہے۔
اسم علم قاسم علیین ایک قرآن کی تفسیر علامہ محمد لارہ
مکتوبہ کیرجی برہمن کی جہد فراموش کے لئے بہترین دوا ہے
علاقہ جہد کی تفسیر تفسیر القرآن علامہ علیہ السلام کی مکتوبہ کیرجی
نالی رنگا رنگ تفسیر علامہ بنیو محمد امت حضرت خانواری جو کہ
بہترین دوا ہے تفسیر تفسیر القرآن علامہ علیہ السلام کی تفسیر
مکتوبہ کیرجی برہمن کی جہد فراموش کے لئے بہترین دوا ہے
مفت غلام سیدان بنیو محمد امت حضرت خانواری جو کہ
علاقہ جہد کی تفسیر تفسیر القرآن علامہ علیہ السلام کی مکتوبہ کیرجی
نالی رنگا رنگ تفسیر علامہ بنیو محمد امت حضرت خانواری جو کہ
بہترین دوا ہے تفسیر تفسیر القرآن علامہ علیہ السلام کی تفسیر
مکتوبہ کیرجی برہمن کی جہد فراموش کے لئے بہترین دوا ہے

☆ **ماہ رمضان** ☆
کے مبارک کے موقع پر
ہم اپنے سہ پرستوں کی خدمت میں
سرسونا اور بناول
برائے تناول پیش کرتے ہیں
بناول اور سرسونا کے موجد
بنگال آئل بلز لمیٹڈ بنگال ہاؤس کراچی
بلاچ آفس۔۔۔ جہازی بلڈنگ سرکلر روڈ۔ لاہور
بلاچ سیل ڈپو۔۔۔ نمک منڈی۔۔۔ راولپنڈی

کہ مجھ کو راہ ملی ہے بدلتِ قرآن

(از جناب عبدالحمید خاں صاحب عاجز فرقی رامپوری ناظم آباد)

نہ کیوں زبان ہو عاجز بدلتِ قرآن
قرآن والے سمجھتے ہیں رفعتِ قرآن
نہ کیوں ہو باعثِ برکت تلاوتِ قرآن
ہر ایک سانس ہو صرف اشاعتِ قرآن
ہر ایک کرتا ہے یوں تو تلاوتِ قرآن
بنائے مذہبِ مسلم ہے حرفِ قرآن کا
نفسِ نفس ہیں وہی کار بندِ امر و نہی
یہی کتاب ہے شرحِ رسالت و توحید
رسولِ پاک پہ نازل ہوا بصورتِ خاص
سبق دیا ہے ہمیں جنت و شفاعت کا
مجال کیا ہے کسی کی جو کر سکے تحریف
یہ بیشمالی آیات یہ فصاحتِ خاص
نہ کیوں ہو شہر ہیں وہ سرخرو جسے ہو نصیب
مطیعِ سنت و قرآن ہے مالکِ جنت

قرآن ہی سے ہے واضح فضیلتِ قرآن
نزولِ رحمتِ حق ہے بصورتِ قرآن
کہ قربِ ظلِ الہی ہے قربتِ قرآن
کہ فرضِ عینِ مسلمان ہے دعوتِ قرآن
زہے نصیب جو پائے ہدایتِ قرآن
ستونِ دینِ ہمیں ہے ہر آیتِ قرآن
جو لوگ کرتے ہیں دل سے اطاعتِ قرآن
جو کاش سمجھے مسلمان صراحتِ قرآن
صلائے عام ہے لیکن نصیحتِ قرآن
نہ کیوں ہو دل میں ہمارے محبتِ قرآن
صدار ہے گی یہ زندہ کہ امتِ قرآن
کہ ہے عبادتِ قرآن صداقتِ قرآن
شفاعتِ نبویٰ اور حمایتِ قرآن
یہ مومنوں کے لئے ہے بشارتِ قرآن

نہ کیوں میں محسنِ اعظم کہوں اسے عاجز
کہ مجھ کو راہ ملی ہے بدلتِ قرآن

ایک سیر راضی سیر
پانچ سیر اور ۱/۲ سیر
کے ڈبوں میں
غریبیں

پاک مارک سترناج گھٹی سکرینی والا
حاصل محمد اور تالیف

آزادگی سٹور - بازار سداکاراں - انڈین ایجوکیشنل ٹرسٹ لاہور

سوڈا واٹر
 آپ کی پسند کے مطابق ہے
 خوش فرمائیے
 تیار کردہ
 سوڈا واٹر فیکٹری دہلی
 لاہور

ہمچے پسند کے مطابق
شیر، خجائے، سودا اور لڑ
لذت، فحاشی اور صفائی کا ضامن

تیار کردہ شیر پنجاب سوڈا وائر فیکٹری بیرون دہلی گیٹ لاہور
نیرنگی، کالایہ لوان

[illegible]

شکین و آرام کے لئے

درد، سوزش، ورم اور خارش وغیرہ میں تشکین
کے لئے ہمدرد بام استعمال کیجئے۔ یہ نوزائیدہ بچے
کی تکلیف درد، سرچوٹ، کپڑے، مکوڑوں کے کاٹنے
جوزروں کے درد، اعصابی دھنن اور اسی قسم کی دیگر
تکلیف میں فوری ٹھنڈک دیر سکون پہنچاتا ہے اور
شفا دیتا ہے۔

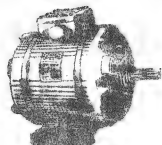
ناگہانی ضرورت کے لئے گھر میں رکھیے



ہمدرد بام

درد کو جڑ سے کھودیتا ہے

نیشتر
کارکردگی کیفیت شکاری
اور مضبوطی کا ضامن ہے



$\frac{1}{4}$ تا 10 مارس پاور
سنگل اور 3 فینر
تیار

LATHE ۲۵۹۸ فول



ایم۔ اے ایس اینڈ مینی
جلیف گنج بادامی مرغ لاہور

بچوں کا صفحہ

کلام الہی

لاذنباب مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

حضور محمد علیہ السلام
ہوا ان پہ نازل جو نادر کلام
نبی آخری اور وحی آخری
وہ اوصاف معجز کے میزان کل
رسالت کا جن و بشر تک عموم
نبوت ہے جب تا ابد دائمی
وہ قصر نبوت کی خشت آخری
وہ ختم المذہب یہ ختم الامم
نبی از ازل تا ابد بے مثال
نہ مخلوق خالق کبھی بن سکے
خفاطت کا وعدہ ہے اس کے لئے
وہ ہر حرف پر نیکیاں دے تو اب
بیاس حبیب اتنا لطف و کرم
زہے قسمت راہ غارِ حرا
وہ عرفات و عرفہ و جمعہ کا دن
ہر اک وصف کی انتہا و صفِ حق
ہر آیت ہے جب دائمی معجزہ
کہاں اور ہے اب خدائی کتاب
نہیں کوئی بھی اتنی لمبی کتاب

نبوت کے سرمایہ اختتام
ہے وحی الہی کا مسک اختتام
چلیں تا بہ آخر یہ دونوں نظام
یہ احکام حق کی جمع تمام
تو قرآن کا ہر حکم ہر اک کو عام
ہے قرآن بھی معجزہ بالذوق
اخبروں کو یہ آخری اک پیام
وہ ختم رسالت یہ ختم کلام
کلام ازل بے بدل لا کلام
نہ پھر لے سکے مثل کا کوئی نام
کہ اس پر ہے بنیاد دین مدام
وہ ہر لفظ میں کیف ہر صبح و شام
کہ ہیں بندہ بندہ سے خود ہم کلام
وہ آغازِ اقرا کا اول مقام
کہ الیوم اکملت لکھما اختتام
کلام خدا انتہائے کلام
ہزاروں ہیں یہ معجزات عظام
کہ ہو بالیقین حرف حرف اس کا عام
کہ حفظ اس کو کہ پائے ہر خاص عام

چمڑے کا شان

ہر نازل ہر سولہاں
فاس بیک فینس لینڈ
پنجاب اور دہلی

عمدہ اوسمانی ڈیزائن

بازار سے بارعیت نرغول پر شریفہ فرانس

پنجاب لیڈر سٹورز ۹۳ مارکی لاہور

حق قرآن حکیم کی

متین اند بلاغت

صفحہ ۲۰ سے لے کر ۱

کام کرنے کے۔ اس دور کی ابتدا درہل
نقتر نے اصلاح کینیسی کی رجعت سے
شروع کی۔ اور اسی دور میں سبھی علم کلام
مرتب کیا گیا۔

(ج) تیسرا دور عصر جدید کی علمی ترقی
کا ہے۔ جن نے علم و بحث کے تمام گوشوں
میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ اور
تحقیق و تدقیق کے سینکڑوں ایسے دوزانے
کھول دیئے ہیں جو پہلے مسطور تھے۔

لیکن باوجود علم و نظر کی ان روشنیوں
کے یہ کتنا پڑتا ہے کہ قرآن نے اس
آیت میں سیدے سادے الفاظ میں جو بات
کہ دی ہے اس پر کوئی اضافہ نہ ہو سکا۔
بلاشبہ بحث و تحقیق کی کاوشیں ہم کو کہاں
سے کہاں لے گئیں۔ لیکن منزلِ مقصود کی
نشان دہی میں ہمیشہ ناکام رہیں اور بالآخر
اصحاب عرفان و تحقیق کو اس صداقت کا
اقرار کرنا پڑا کہ اس سے بہتر اور فیصلہ کن
اور کوئی بات نہیں کہی جاسکتی۔ جو اس
آیت میں بتلائی گئی ہے۔ کہ جس بات کو
اشنان اپنے علم سے احاطہ نہ
کر سکے اس کا جھٹلانا نادانی ہے۔
اور یہ امر واقع ہے کہ عقلی استدلال
کی خوش چینیوں بعض اوقات الحاد و لادینی
پر منتج ہوتی ہیں۔ یہ بھی ایک مختصر سی آیت
کی ایک مختصر سی روئداد۔ اور فرقانِ مجید
میں ایسی سینکڑوں آیتیں موجود ہیں جن کی
معجزانہ بلاغت اور طریق استدلال کی تشریح
توضیح کے لئے علیحدہ علیحدہ دفتر درکار
ہیں۔

ورق تمام ہوا درج ابھی باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر سیکڑوں کے لئے

خدا م الدین کی پور

(بقیہ قرآن مجید غیر مسالوں کی نظر میں صفحہ ۳۷ آگے)

قانون مکمل صورت میں مرحمت فرمایا ہے۔
 ڈاکٹر سمویل جانس | قرآن کے مطالب
 ایسے ہمہ گیر اور

ہر زمانہ کے لئے اس قدر موزوں ہیں کہ
زمانہ کی تمام صدائیں خواہ مخواہ اس کو
قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں اور گیسٹاؤں
اور شہروں اور سلطنتوں میں گونجنا چھڑکتا
قرآن انتہائی لطیف اور پائیدار
ڈاکٹر سیل زبان میں ہے۔ اس کتاب
سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان کی
مثل نہیں بنا سکتا۔ یہ لا ذلّٰل معجزہ جو
مردہ زندہ کرنے سے بہتر ہے۔

قرآن ایسا جامع اور روح افزا پیام ہے کہ ہندو دھرم اور مسیحیت کی کتابیں اس کے مقابلہ میں بیشکل کوئی یان پیش کر سکتی ہیں۔

الحجرات اسلام

عقلائی علمیتوں اور داناؤ کی باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ قرآن نے عالم انسانیت کے زبردست اصلاح کی۔ جن اشخاص نے اس کے مضامین پر غور کیا ہے۔ وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں۔ کہ وہ ایک مکمل انسانی زندگی ہے۔ انسانی زندگی کی کوئی سی شاخ لے لیجئے نامکمل ہے کہ جس شعبہ میں اس کی تعلیم رہمانی نہ لگتی ہو۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اس کی تعلیم دے رکھی ہے۔ اور جو اس کی تعلیم دے رہے ہیں ان کے پاس تو ایک بھروسہ اور روحانی حقیقت کا حال دیکھ وقت دیا وہی اور روحانی حقیقت کا حال دیکھتا ہے۔

گائیڈنس آف ڈاکٹر اسٹیٹن لی لین پول
مولی قرآن - نے لکھا ہے۔ کہ قرآن
نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق
تعلیم دی۔ اصولِ مذہبیت اور علومِ خفا
کھلائے۔

ی گریٹ میچر | مسٹر جان ڈیون پورٹ
نے تحریر کیا ہے۔
س مذہبی قانون نے ایک طرف روح

کی اصلاح کے لئے ہدایت کی ہے۔
اور دوسری طرف دنیادی ترقی کے پیش ہا
اصول تعلیم کئے ہیں۔

ہے۔ قرآن میں عقائدِ اخلاق اور ان کے بننا پر قانون کا مکمل مجموعہ موجود ہے۔ اس میں ایک وسیع جمہوری سلطنت کے ہر شعبہ کی بنیادیں بھی رکھ دی گئی ہیں۔ تقیہ عدالت حرئی، انتظامات مالیات اور نہایت محتاط قانون ہے۔

ڈاکٹر درویش قریظی

کتاب کی تعلیم میں ایسے عناصر موجود ہیں جن کے ذریعہ زبردست اقوام اور فتوحات کرنے والی سلطنتیں بن سکتی ہیں۔ اس کی تعلیم میں وہ اصول موجود ہیں۔ جو علی قو قو کا سرچشمہ ہیں۔

حضرت مولانا خدام الدین علی شتار
دے کر فائدہ اٹھائیں

تاریخ کا پتہ
۲۸/۵/۵۷

فولان پتہ
۳۸۵۷


بچوں کی قیمتوں میں بعد ازیں تیرا گیری
موسم جو کھانے سے ناک

میں بہترین دنیا قیسم کے ملے وغیرہ کی طرح کچل پانامو دیگر ریڈیو سم
شہادت ہی دیدہ زیب ڈیزائنوں میں مصداقہ ارسالی قیسمتوں میں
پیش خدمت ہیں۔

○ علاوہ ازیں ○
 نہایت ہی خوبصورت دلکش ڈیزائنوں اور مختلف رنگوں میں
 پراٹھ کر پیس و سوئیڈ کرپس ٹائیلیڈ زری والی
 اور ٹیٹیس د بہترین قسم کے میچنگ و سلمہ ٹوس و سارھیاں
 آئیے تشریف لائیے پسند فرمائیے

محمد ادیس باڑی اینڈ کمپنی 100 انارکلی لاہور
سولہ سٹری بیوٹرز سدی پاکستان کو اپریٹریوولمن
ٹیکسٹائل ملز اینڈ لارنس پورہ

تائے قجیان چاقو۔ جیریاں موچنے۔ اکثرے اور دیرساں کھڑی مفرہ
۱۹۲۸ء تا ۴۷۳۰
پاکستان کے نام سے
ذہر واد کا مسکن و ریخاں کہا جاتا ہے اس کو سولہ سو سال پہلے

۱۹۶۷ء
 آپ ہمیشہ
 اپنی کاروں، ٹرکوں اور بسوں میں
 سلیمان روڈ سپرنگ استعمال کریں

 جو کہ

و بیا بصر کے تئیں سسل شیریں باغیکس تیار کے ملے میں اور باغیچہ میں پلانی پھراں پکے
 سلیمان ایند کمپنی۔ ۵۱۔ سوکر مزد۔ کھو

مشہورات، ملکین محمد امین سنسر مشینز
لاہور

تفسیر موعظ القرآن

حضرت علامہ عبدالقادر عظیمی مدظلہ العالی کی تفسیر
جس کے تحت قرآن مجید کی ہر آیت اور کلمہ کو آسان اور سادہ
دوران کھلا کر سمجھانے کا مقصد ہے۔ ہر جہت سے
لکھا گیا اور ہر جہت سے فہم دینے کا مقصد ہے۔

منزل

از: حضرت علامہ
علامہ عبدالقادر عظیمی مدظلہ العالی
کی تفسیر ہے۔ ہر جہت سے فہم دینے کا مقصد ہے۔

حیات خالدہ

علامہ عبدالقادر عظیمی مدظلہ العالی کی تفسیر
جس کے تحت قرآن مجید کی ہر آیت اور کلمہ کو آسان اور سادہ
دوران کھلا کر سمجھانے کا مقصد ہے۔ ہر جہت سے
لکھا گیا اور ہر جہت سے فہم دینے کا مقصد ہے۔

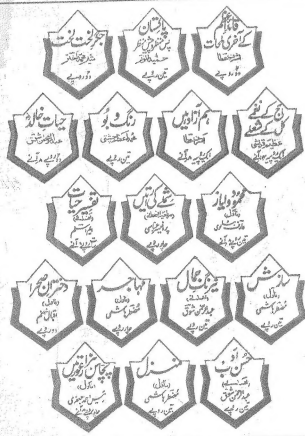
حق و کذب و گناہ

علامہ عبدالقادر عظیمی مدظلہ العالی کی تفسیر
جس کے تحت قرآن مجید کی ہر آیت اور کلمہ کو آسان اور سادہ
دوران کھلا کر سمجھانے کا مقصد ہے۔ ہر جہت سے
لکھا گیا اور ہر جہت سے فہم دینے کا مقصد ہے۔

اشاعت منزل

بل روڈ - لاہور
پاکستان

اپنی کتاب کی کی بیڑی ہاں بیٹے



ملک امین محمد امین سنسر مشینز اشاعت منزل لاہور

مشہورات، ملکین محمد امین سنسر مشینز لاہور

عرب خلافت پاکستان

پاکستان کے عربی مروجہ بیڑی کی کتاب ہے۔ ہر جہت سے فہم دینے کا مقصد ہے۔

قائد امروہ دور

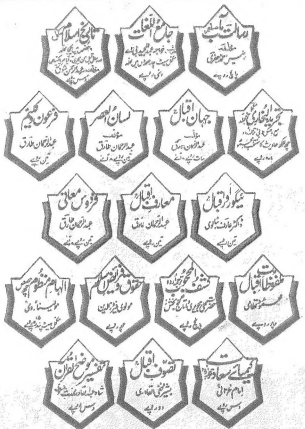
پاکستان کے عربی مروجہ بیڑی کی کتاب ہے۔ ہر جہت سے فہم دینے کا مقصد ہے۔

فرعون و کلیم

حق کوئی اور حق ہستی کا علم ہے۔ ہر جہت سے فہم دینے کا مقصد ہے۔

اشاعت منزل بل روڈ لاہور پاکستان

عظیم عالم معارف کی تفسیر



ملک امین محمد امین سنسر مشینز اشاعت منزل لاہور

